بسم الله الرحمن الرحيم
والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○

جامع مستند دور کا ترجمان

ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

جولائی ۲۰۰۰ء

پشاور
پاکستان

ماہنامہ العصر

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمٰن

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

زیر سرپرستی

حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

مجلس ادارت

مدیر مسؤل

مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر

مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت

مولانا حسین احمد

مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر

نثار خان ایڈووکیٹ

جولائی سنہ ۲۰۰۰ء ربیع الثانی سنہ ۱۴۲۱ھ

جلد ۶ شمارہ ۷

فہرست مضامین

عسکری حکومت اور عوام سے تصادم کا نتیجہ	اداریہ	۲
محاسن القرآن	ادارہ	۹
اسلام کا طرز حکومت	پروفیسر عبدالرؤف	۱۴
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۳۹
اخبار الجامعہ	مولانا تحمید اللہ جان	۴۲
تبصرہ کتب	عنایت الرحمٰن	۴۶

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر – صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر: مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰ روپے / سالانہ اندرون ملک ۱۰۰ روپے بیرون ملک ۲۰ ڈالر کی قیمت

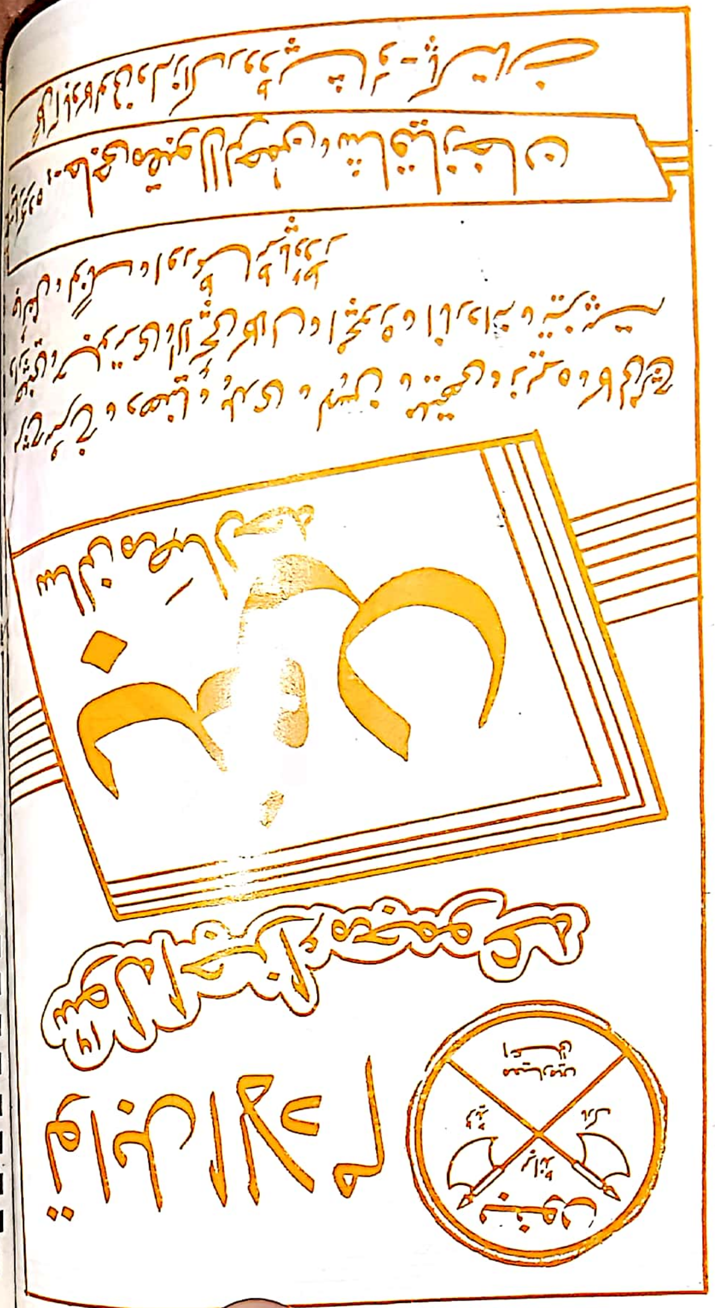

صدائے عصر

عسکری حکومت اور عوام سے تصادم کا نتیجہ

عسکری حکومت کی دوسری شش ماہی ہڑتال، احتجاج، سیاہ جھنڈے لہرانے، تاجر اور حکومت کا ایک دوسرے کے خلاف دھمکی آمیز بیانات دینے اور ایک دوسرے پر غلط اور بے بنیاد دعوؤں کی شکار رہی۔ جی ایس ٹی (GST) کے نفاذ اور سروے فارم پر کرنے والوں نے بحث پیش کرنے سے قبل ہی عوام میں ایسی بے اطمینانی کی کیفیت پیدا کر دی کہ ملک معاشی طور پر دیوالیہ ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ دنوں اور ہفتوں تک محدود نہ رہی بلکہ ہفتوں تک تجارتی مراکز، بازار اور مارکیٹیں بند رہیں ایک طرف چیف ایگزیکٹو اور وزیر خزانہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے رویہ میں کوئی لچک دکھائی نہیں دے رہا تھا جسکے نتیجہ میں عوامی رد عمل اس سے شدید رہا جب بھی ہڑتال کامیاب ہوتی اور ملک کو زیادہ سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا تاجر طبقہ اپنی کامیابی سمجھ کر خوشی سے بغلیں بجاتے جبکہ حکومت تاجر طبقہ کو ناکام بنانے کے درمیان تفرقہ ڈالنے کی ادنی کوشش ثمر آور دیکھتی تو اس کو ہندوستان کی فتح سمجھتی اخبارات وزراء کے بیانات سے ایسے بھرے رہتے جیسا کہ کہیں کشمیر فتح ہوا ہے حالانکہ سب کچھ ملک کی تباہی سے کم نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹیکس ملک کی ضرورت ہے۔ ٹیکس کے بغیر کسی ملک کا چلنا مشکل ہے ہمارے پاس برآمدات کی کوئی ایسی فہرست نہیں جس کی وجہ سے ہم زر مبادلہ کما کر ملک کو چلا سکیں اور ہمارے ملک میں کوئی ایسے معدنیات ہیں جس سے ہم ملکی ضروریات پوری کر سکیں ہمارے ملک کا زیادہ تر دارومدار ٹیکس پر ہے کہ عوام ٹیکس دے کر حکومت کے پہیہ کو حرکت دیں۔ شریعت کی رو سے بھی حکومت کو اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے عوام سے انصاف کے دائرہ میں رہتے ہوئے ٹیکس وصول کرنا جائز ہے ٹیکس حکومت کے ذرائع آمدنی

کا مستقل ذریعہ ہے ایک اسلامی حکومت میں آکر ملک کی کچھ ضروریات زکوۃ اور عشر سے پوری ہوں تو دوسری ضروریات کے لئے ٹیکس وصول کرنا ایک لازمی امر ہے حکومت کی ضروریات کا دائرہ جتنا وسیع سے وسیع تر ہوتا جائیگا اتنا ہی حکومت عوام سے مطالبہ کا حق محفوظ رکھتی ہے تاہم ظالمانہ ٹیکس لگوانا یا وصول کرنا اور اپنی عیاشی کے لئے بے چارے عوام کو تنگ کرنا قہر خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے لیکن جہاں تک ملکی ضروریات کا مسئلہ ہے تو اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملکی ضروریات پوری کریں شرعی نکتہ نظر سے ملکی ضروریات دفاع یا مفاد عام کے لئے ضرورت کا جو بوجھ عوام پر ڈالا جائے تو رعیت کے فرائض منصبی میں ہے کہ وہ ٹیکس ادا کر کے متعلقہ ضرورت پوری کرے منصفانہ ٹیکس کی ادائیگی کا احساس اتنا ہے جتنا کسی شخص کا ذاتی قرض ہو اور مدیون اس کے لئے فکر مند رہتا ہے اس طرح ملکی بوجھ کی ادائیگی کے لئے فکر مندی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

خلافت راشدہ کے دور میں اگرچہ جبری طور پر ملکی ضروریات کی وصولی کے نظائر مشکل سے ملتے ہیں لیکن پھر بھی وہاں پر جہاد کے منظم پروگرام کی وجہ سے مال غنیمت اتنی وافر ہوتی کہ ملکی ضروریات کے لئے کسی ٹیکس کی ضرورت نہ رہتی پھر بھی مضبوط ایمان کی وجہ سے جہاں کہیں ادنی اشارہ ملتا تو صحابہ کرام اور تابعین جان کی قربانی پیش کرتے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کی بے مثال قربانیوں سے تاریخ بھری پڑی ہے آپ نے اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں پیش کر کے قربانی کی اعلیٰ مثال پیش کی اس وقت صحابہ کرام اسٹیٹ کی ضروریات کی تکمیل کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے اس لئے جبری ٹیکس کی ضرورت نہیں پڑی لیکن جہاں کہیں عوام میں قربانی کا جذبہ کمزور پڑ جائے تو ملکی ضروریات پوری کرنے کے لئے مفاد عام کی خاطر عوام سے جبری ٹیکس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا میرا اپنا خیال ہے کہ اگر آج بھی ہمارے اس ملک میں ٹیکس کے نظام انصاف کے تقاضے پورے کیئے جائیں لوگوں کو یہ ضمانت دی جائے کہ تمہارے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی ظلم نہیں ہوگا تو یہی عوام جو آج ٹیکس کے فارم لینے سے انکاری ہیں ہر ملکی ضروریات

پوری کرنے کی ذمہ داری اٹھا سکتے ہیں-ملک میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد
رفاعی ادارے چل رہے ہیں جن کے بلین اخراجات کہاں سے پورے ہوتے ہیں عام
کو ایک آواز پر کروڑں روپے کس نے دیئے-ایدھی ویلفیئر ٹرسٹ کے اربوں روپے کہاں
سے پورے ہو رہے ہیں ملک کے ہزاروں دینی مدارس اور لاکھوں مساجد کے اخراجات
ادا کر رہے ہیں آخر کار ان اخراجات کی ادائیگی میں کہاں کا جبر پایا جاتا ہے خود حکومت نے
"قرض اتارو اور ملک سنوارو" کی مہم جب سے شروع کی اس میں اربوں کا جو چندہ اکٹھا ہوا
رقم کہاں سے آئی گویا عوام میں ادائیگی کا جذبہ پایا جاتا ہے بشرطیکہ اس کی قدر ہو اور ایک
یاری ہو ہمارے ملک کے موجودہ ٹیکس کے ظالمانہ نظام سے جہاں عوام تنگ ہیں اور لوگ
اس کو عذاب خداوندی کی یہ ایک شکل سمجھتے ہیں اسمیں بنیادی طور پر ایسی کمزوریاں ہیں
سے ظلم زیادتی، دجل فریب، جھوٹ، رشوت اور دھوکہ کو فروغ ملتا ہے اس ظالمانہ نظام
وجہ سے معاشرہ ایسی بد دیانتی کا عادی بن کر رہ گیا ہے کہ اچھے خاصے لوگ صوم وصلوٰۃ
پابند ہوتے ہوئے حکومت کے ٹیکس سے بچنے کے لئے راستے تلاش کرتے ہیں یہ لوگ ایک
طرف مثالی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتے ہیں لیکن دوسری طرف حکومت
ٹیکس چوری کے لئے ہر قسم کا حیلہ اختیار کرنا اپنی ضرورت سمجھتے ہیں-بدقسمتی سے ہمارے
بیوروکریٹس نے اس نظام کو ایسا پیچیدہ بنایا ہے جس میں دیانت، سچائی اور خدا ترسی کا دعویٰ
مشکل ہے اس استحصالی نظام کی بدولت ہمارے ملک کے کلیدی عہدوں پر فائز حضرات
کی دولت کا بڑا حصہ خود ہضم کرتے ہیں اور اس سے یہ لوگ دھرے فوائد حاصل کرتے
عوام کی دولت جیبوں میں ڈالکر حکومت کو ایسی کمزوری کے دھانے پر کھڑا کرتے ہیں کہ
غیر ملکی اداروں کے قرض لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا اس لئے یہی لوگ اس نظام
وجہ سے خود اپنا پیٹ بھی خوب پالتے ہیں اور دوسری طرف ملک کو غیر ملکی اداروں کے ہاتھ
گروی کر کے چھوڑ دیتے ہیں ورنہ یہ کہاں کا انصاف ہے ؟ کہ ایک آزاد خود مختار مسلمان قوم
قسمت کے فیصلے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے ہاتھوں میں ہوں-یہاں تک کہ ہمارے

پانی اور سوئی گیس کے بل کی تقرری غیر ملکی ادارے کریں-
پورا کر ٹیکس تجار طبقہ سے یہ معلوم کرتے ہیں کہ تمہاری آمدنی کتنی ہے ؟ تمہارے پاس
کون سی گاڑی ہے ؟ تمہارے کتنے بچے ہیں اور کہاں پڑھتے ہیں ؟ تمہارے فون کا بل کتنا آتا
ہے لیکن کبھی یہ نہیں سوچتے کہ کیا سی بی آر، انکم ٹیکس یا دوسرے محکموں کے کارندوں کے
پاس قیمتی گاڑیاں کہاں سے آئیں ؟ ان کے بچے کے اعلیٰ اخراجات اور بیگمات کی خریداری کا یہ
بار گراں کہاں سے پورا ہوتا ہے ؟ پھر پلاٹ، پلازہ، اور غیر ملکی بنکوں میں اپنے یا بیوی بچوں کے
نام پر جمع کی ہوئی رقم کہاں سے آئی ؟ معلوم نہیں کہ ارباب اختیار اس میں تجاہل عارفانہ سے
کیوں کام لے رہے ہیں یہ مسئلہ ایک ہزار بد دیانت عملہ کو معطل کرنے سے حل نہیں ہوتا-
ان لوگوں نے اتنے کمائے ہیں کہ وہ عشر عشیر ادا کر کے اپنے آپ کو باعزت طور پر بری
کرواسکتے ہیں نظام یہی ہو تو ان کی جگہ دوسرے لوگوں کے آنے سے مسئلہ اور پیچیدہ ہوتا
جائیگا، یہی لوگ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی جیبیں بھرنے کی کوشش کرینگے بلکہ
آئندہ کے لئے نام نہاد احتساب سے بچنے کے لئے نت نئے طریقے تلاش کرینگے-
مروجہ نظام ٹیکسیشن میں ایک بڑی کمزوری یہ بھی ہے کہ اس سے عموماً غریب طبقہ زیادہ متاثر
ہوتا ہے جن لوگوں پر ٹیکس لگوایا جاتا ہے وہ متاثر نہیں ہوتے بالواسطہ طور پر غریب عوام ظلم
کی اس چکی میں پیسے جاتے ہیں مثال کے طور پر جب مصنوعات پر حکومت ٹیکس لگاتا ہے تو
کارخانہ خود اپنے سر سے بوجھ ہٹا کر عوام کے کندھوں پر ڈالتا ہے جو چیز کارخانے سے نکلتی
ہے اس کی قیمت میں اضافہ ہو کر عوام ہی سے یہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے یوں کارخانہ دار اس
بوجھ سے بچ کر نکلتا ہے اس سے نظام کے تحت سرمایہ دار طبقہ اپنی جیب خرچ تو گھریلو
اخراجات اور شادی کے اخراجات بھی غریب عوام کی جیب سے وصول کرتے ہیں یوں سرمایہ
دار طبقہ روز بروز دولت اپنے ہاتھوں میں سمیٹ کر غریب دن بدن غریب سے غریب تر ہوتا
جارہا ہے چنانچہ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق پندرہ سال کے عرصہ میں پاکستانی غریبوں
کی تعداد ۱۷ سے بڑھ کر ۳۵ فیصد ہو گئی ہے جب بھی ٹیکس کی بات کی جاتی ہے تو غریب عوام

ہی اس سے اپنے لئے صاعقہ سماوی سمجھتے ہیں حکومت ہمیشہ کے لئے ان چیزوں کی ...
رہتی ہے کہ ٹیکس کے دائرہ میں وسعت کے لئے مزید کن کن چیزوں پر ٹیکس لگوایا ...
چنانچہ گزشتہ سال اگر دو چیزیں ٹیکس کی فہرست میں تھیں تو امسال اس میں ...
اضافہ ہوتا ہے یوں کرتے کرتے اشیاء صرف میں کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہتی جو ...
سے ہو بلکہ کبھی کبھار ایک چیز مثلاً بجلی پر صرف ایک قسم کے ٹیکس پر اکتفا کی بجائے ...
ناموں سے متعدد ٹیکس لگائے جاتے ہیں رفتہ رفتہ غریب کی قوت خرید جواب دیتی ہے ...
معاشرہ معاشی مشکلات کے ایسے دلدل میں پھنس جاتا ہے جس سے نکلنے کی کوئی راہ ...
نہیں دیتی ایسی حالت میں اصلاحات کی کوئی صورت کارگر نہیں رہتی بلکہ ہر آنے والا ...
گزشتہ زمانہ کی نسبت سخت ثابت ہوتا ہے

ان بے اعتدالیوں کا ازالہ اس صورت میں ممکن ہے جب بیوروکریٹس کی صوابدیدی اختیارات ختم ہوں عوام بالذات ٹیکس دے کر اپنا ذمہ فارغ کریں اگر عوام اور حکومت کے درمیان بددیانت افسران کا واسطہ ختم ہو جائے شاید اس سے حالات سدھر جائیں اس کے لئے فی ... ٹیکس کا نفاذ قابل عمل صورت کی نشاندہی کرتا ہے آسودہ حال طبقہ کی مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرورت کے مطابق ٹیکس لگایا جائے تو اس میں آسانی پیدا ہو سکتی ہے بلکہ صرف سرمایہ کی بجائے اگر محنت کو بھی ٹیکس کے نفاذ میں جگہ دی جائے جو لوگ محنت یا سرمایہ کی وجہ سے منافع کماتے ہیں ان کی آمدنی میں مخصوص حصہ سے حکومت کی ضرورت پوری کی جائے تو بہتری کی توقعات زیادہ ہیں

لیکن فحس ٹکس میں ایک مشکل پیش آسکتی ہے جس سے آج بھی حکومت نالاں ہے کہ آسودہ حال طبقہ کے سرمایہ یا مالی پوزیشن تک رسائی مشکل ہے یعنی یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ عوام کی مالی پوزیشن حکومت کی نظر میں نہ رہے موجودہ وقت میں حکومت جو سروے فارم تقسیم کر رہی ہے جس کے لینے سے تاجر طبقہ انکاری ہے اس میں سب سے زیادہ قابل اعتراض حصہ یہی ہے کہ حکومت کو کیا حق ہے کہ وہ چھپے ہوئے سرمایہ تک رسائی حاصل کرے۔

... حکومت اور عوام کے درمیان اعتماد کی فضا بحال ہو تو پھر اس میں کوئی مشکلات نہیں رہیں گے ... عوام سرمایہ کی اصل پوزیشن ظاہر کرنے سے اس لئے گھبراتے ہیں کہ یہی بیوروکریٹس اس سے غلط فائدہ اٹھا کر کل رشوت خوری کے لئے بے چارے عوام کو ھائی جیک نہ کریں اگر عوام کو یہ اعتماد حاصل ہو کہ ہمارے سرمایہ کو کچھ نہیں کہا جائیگا بلکہ مخصوص حصہ ٹکس ادا کر کے حکومت ہمارے سرمایہ کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائیگی تو پھر عوام سرمایہ خود ظاہر کریں گے حکومت کے موجودہ رویہ میں جو شدت پائی جاتی ہے اس کے اعتماد کی فضا کا پیدا ہونا مشکل ہے بلکہ اس سے حالات مزید بگڑنے کا خطرہ ہے

... اعتماد کی فضا بحال کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ حکومت زیادہ ٹیکس دھندگان کی حوصلہ افزائی کرے ان کو مراعات دیں جن لوگوں کے دلوں میں ملکی مفادات کا جذبہ راسخ ہو اور ... ملک کی خدمت وہ جان و مال سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں انہیں تجارتی میدان میں خدمت کے زیادہ مواقع دینے چاہئیں

... دور میں سرمایہ تک رسائی مشکل تھی جس وقت موجودہ وسائل نہیں پائے جاتے تھے ... آج کل کمپیوٹرائزڈ دور ہے بنک تجارتی میں ایک خاص کردار کا حامل ہے اگرچہ سودی ... کی وجہ سے اس کے قریب جانا ایک دیندار شخص کو گوارا نہیں لیکن پھر بھی غیر سودی ... نظام کا امکان رد نہیں کیا جاتا بلکہ کئی بنک غیر سودی نظام پر چل رہے ہیں ایسی صورت میں سرمایہ معلوم کرنا یا کسی شخص کی مالی پوزیشن کا کھوج لگانا مشکل نہیں پھر اگر یک ... تمام مشکلات پر قابو پانا ممکن نہ ہو تو ترجیحی بنیاد پر رفتہ رفتہ جب عوام کا اعتماد بحال ہو جائے تو فحس ٹیکس کے نفاذ میں عوام خوش رہیں گے اور حکومت کو بھی فائدہ ہو گا آج بھی اگر کوئی ایسا نظام وضع کیا جائے کہ بددیانت عملہ کے پیٹ میں جانے والی رقوم حکومت کے خزانہ میں جمع ہوں تو اس سے ملکی ضروریات پوری ہو کر ہمیں ورلڈ بنک یا آئی ایم ایف یا کسی دوسرے بیرونی ادارے سے بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں رہے گی

خدا کرے کہ ہمارے حکمران خدا کا خوف کر کے عوام کی خدمت عبادت سمجھیں اور مظلوم

کی بددعا سے بچیں اور عوام ملکی مفادات کو ذاتی مفادات پر مقدم سمجھتے ہوئے کسی ...
فائدہ کے لئے قومی غیرت اور فائدہ داؤ پر نہ لگائیں یوں عوام اور رعیت کا باہمی رشتہ ...
ہو تو اعتماد کی فضا یقیناً بحال ہو گی ورنہ موجودہ تصادم خطرناک مستقبل کی نشاندہی کرتا ...
کیونکہ اس میں فوج ملوث ہے فوج کی حیثیت متنازعہ بننے پر ملکی دفاع میں دراڑیں پڑ ...
عوام کے ذہن میں فوج کی جو عظمت اور تقدس پایا جاتا ہے ملک خداداد کی دفاع کی قوت ...
میں مضمر ہے خدا نہ کرے کہ یہ کمزور پڑ جائے۔

والعصر ان الانسان لفی خسر ۝

عتیق الرحمٰن عفی عنہ
۹/۴/۱۴۲۱ھ

مناسب فیس سے دانت کے علاج و معالجہ کے لئے ماہر با اعتماد معالج
اور خدمت خلق کے حسین جذبے سے سرشار عملہ کی خدمات حاصل
کرنے کے لئے بہترین مرکز
چمکنی ڈینٹل کلینک
Chamkani Dental Clinic
نزد شاہ ہوٹل چوک سکندر پورہ پشاور شہر
فون: 220048

محاسن القرآن (ادارہ)

...مرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون ۝
...ستعینوا بالصبر والصلوۃ وانها لکبیرة الا علی الخاشعین ۝ الذین
...ظنون انهم ملقوا ربهم وانهم الیه راجعون ۝

...: کیا تم لوگوں کو نیکی اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔
... تم خود کتاب پڑھتے ہو، (اس کے باوجود) پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔
... لیا کرو صبر اور نماز سے یقیناً نماز بھاری ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر نہیں وہ لوگ جو یہ
... ہیں کہ ایک دن ہمیں ضرور اپنے رب سے ملنا ہے اور ہمیں ان کی طرف لوٹ کر جانا

... اصلاحی پروگرام کے ضمن میں یہود کے علماء کے دوغلا پن والے کردار سے
... پردہ اٹھایا جا رہا ہے۔ یہ ایسے لوگ تھے کہ دنیوی مفادات کے تحفظ کیلئے حقیقت شناسی سے
... ان کا ضمیر مردہ تھا ان کی تمام ترتوجہ دنیا کے محدود دائرہ تک تھی وہ دین کو دنیا کے
... استعمال کرتے رہے چنانچہ قرآن نے ان کے اس مکروہ کردار پر شکوہ کر کے اصلاح کی
... تنبیہ دی۔

... مفسرین کی رائے ہے کہ یہودی علماء سے جب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
... میں پوچھتے تو خلوت میں بیٹھتے ہوئے حق کی آواز اچانک ان کے منہ سے نکل جاتی لوگوں
... کہتے کہ واقعی یہ پیغمبر سچا ہے ان کی تابعداری کرو لیکن خود کبھی ایمان لانے کے لئے تیار
... نہ تھے۔ چونکہ یہودی علماء دنیوی مفادات کا تحفظ ضروری سمجھتے رہے ممکن ہے جہاں
... اپنے مفادات کا تحفظ کہیں اس میں نظر آتا تو تصدیق کے بغیر ان کے لئے اور کوئی چارہ نہ رہتا
... یہ بھی احتمال ہے کہ یہود زندگی بھر تورات پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے لوگوں سے کہتے
... تمہاری کامیابی توریت کے احکام ماننے میں ہے۔ لیکن خود عملی طور پر یہ لوگ توریت پر عمل

نہیں کرتے تھے کیونکہ توریت میں یہ حکم بھی تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آخری نبی ہو کر جب دنیا میں آئیں گے تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا توریت آپ کی صفات سے
بھری پڑی تھی- لہذا یہود لوگوں کو اس کے ماننے کی دعوت دیتے لیکن خود ایمان سے
کرکے توریت پر عمل نہیں کرتے- اس لئے قرآن نے اس دوغلی پالیسی پر انکار کیا کہ
لوگوں کو نیکی کی دعوت دیتے ہو لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم خود کتاب
واقف ہو- کتاب کو پڑھتے ہوئے اگر ضمیر سے پوچھیں تو وہ تمہیں کبھی اس کی اجازت نہیں
ملے گی کہ لوگوں کی اصلاح کیلئے فکرمند رہ کر اپنی اصلاح سے بے فکر رہنا عقل مندی کا تقاضا
نہیں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ہو-

واعظ کی شخصیت و کردار کا تعین - آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ واعظ کا کردار
معاشرہ میں قابل تقلید اور مثالی ہونا چاہئے کردار و گفتار میں یکسانیت ضروری ہے اگر ایک
انسان اچھی تقریر کرے لیکن کردار کے حوالہ سے اس کی نفی کرے خود اپنے قول پر عمل
نہیں کرتا ہو تو یہ معاشرہ میں ایک قبیح حرکت متصور ہوتی ہے قرآن وحدیث کی روسے بھی
قول و فعل میں تضاد رکھنا مذموم حرکت ہے چنانچہ دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں-

یاایھاالذین امنوا لم تقولون مالا تفعلون ٥ کبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا
تفعلون ٥ (الصف / ٢)

اے ایمان والو- کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے ہو- اللہ تعالی کے ہاں یہ بڑی بے زاری
کی بات ہے کہ تم کہو وہ جو نہیں کرتے ہو-

یعنی بے عمل واعظ سے اللہ تعالی بے زاری کا اعلان کرتا ہے- چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ نے روایت
نقل کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
میں نے سنا آپ نے فرمایا شب معراج میں میرا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ہونٹ اور
زبانیں آگ کی قینچی سے کتری جارہی تھیں میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں-

آپ نے جواب دیا یہ تیری امت کے وہ واعظین ہیں جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دیکر خود عمل
نہیں کرتے-
ہمارا معاشرہ کئی ایسے لوگوں سے بھرا پڑا ہے جو لوگوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی تابعداری اور آپ کی سنت پر چلنے کی ترغیب دیتے ہیں لیکن عملی میدان میں خود اتباع
سے کوسوں دور ہے- ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم کیا کچھ نہیں کہتے ہیں لیکن ذرا
اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم خود اپنی تقریر پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟ جہاں
وعظ و نصیحت یا تقریر بطور فن مروج ہو تو اس میں فنکاری کا لبادہ اوڑھ کر سٹیج پر لوگوں
سے بیباداد لی جاتی ہے لیکن اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کم
حاصل ہوتی ہے-
حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں میں کسی جگہ تقریر کے لئے جاتے وقت یہ نہیں سوچتا ہوں وہاں
پر فلاں موضوع پر تقریر کروں گا بلکہ جس موضوع پر تقریر کی ضرورت ہوتی ہے اللہ
تعالی وہی بات دل میں ڈال کر بات کرنے کی توفیق بخشتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب عمل میں
خلوص ہو دل سے جو بات نکلے وہ اپنا اثر کر کے دکھلاتی ہے ایسی تقریر ادبیت اور لسانیت کی
پابندی کی پابند نہیں رہتی سادہ الفاظ میں جو کچھ دل میں ہو وہی پیش کر کے لوگوں کی زندگی اس
سے بدل جاتی ہے لیکن ایک شخص اگر اپنا عمل نہ رکھتا ہو تو اس کو تقریر کی اجازت ہے یا
کیسا؟
قرآن سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ بے عمل شخص پر پابندی لگوانی چاہیئے تاکہ وہ تقریر نہ
کرے بلکہ تقریر اور عمل دونوں الگ الگ ذمہ داریاں ہیں ایک عمل کی کمزوری کی وجہ سے
دوسرے عمل کو جواب نہیں دینا چاہیئے دو چیزیں منظور نظر رکھنی چاہئیں بے عمل ہو کر
تقریر کرنا اور دوسری چیز تقریر کرکے بے عمل رہنا یہاں پر دوسری چیز کی قباحت بیان ہو
رہی ہے یعنی لوگوں کو نیکی کی دعوت دیکر خود اس پر عمل نہ کرنا مستحسن اقدام نہیں تاہم اگر
کبھی بے عمل شخص دین کی بات بیان کرے تو لوگوں کے لئے اس کا سننا اور اس پر عمل کرنا

Scanned with CamScanner

ضروری ہے۔

آیت ۴۵-۴۶ میں اصلاحی پروگرام کا آخری دفعہ یعنی صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرنے کا نسخہ بتایا جارہا ہے۔ دنیوی مفادات کی دلدل میں جب انسان پھنس جاتا ہے تو اس کے لئے نکلنا مشکل رہتا ہے چنانچہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ یہودی علماء کے ایمان لانے یا حق بات کہنے کے لئے بڑی رکاوٹ دنیوی مفادات تھے لوگوں میں دین کے نام سے ان کی جو چودھراہٹ قائم تھی ایمان لانے پر ان کی اجارہ داری ختم ہو جاتی لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے نام پر جو کچھ کماتے ان کا دروازہ بند ہوتا اس لئے ان لوگوں کے لئے اس کی قربانی مشکل تھی قرآن ان دونوں آیات میں یہودیوں کو اس بیماری کا علاج تجویز کر رہا ہے کہ ایسی حالت میں تمہیں صبر اور نماز سے کام لینا چاہیئے بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ صبر سے مراد روزہ ہے یعنی روزہ اور نماز کی پابندی سے تمہارے حوصلے بڑھیں گے اور دین پر چلنا آسان رہے گا۔ مفسرین کی اصطلاح میں یہ امور مصلحہ للنفس ہیں یعنی ان سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے دونوں اعمال میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قدرت کاملہ کا اقرار کر کے اپنی عبدیت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ دنیوی مفادات کو حقارت کی نظر سے ٹھکرا کر ابدی اور دائمی کامیابی کیلئے کمر بستہ رہنا ہے اور یہاں سے اس کی کامیابی کی رازیں کھلتی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز یا روزہ و نماز کے ذریعہ مدد طلب کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ دنیوی مفادات کو خیرباد کہہ کر دینی اقدار کے غلبہ کے لئے فکر مند رہنا یقیناً ایک بھاری اقدام ہے۔ لیکن جن لوگوں کو یقین ہو کہ ہمیں ایک نہ ایک دن ضرور اپنے رب کے دربار میں لوٹ کر جانا ہے اس میں ہماری رضا کا کوئی دخل نہیں ہم چاہیں یا نہ چاہیں پھر بھی ہمیں لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اس جذبہ کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا یا نماز اور روزہ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر کے دنیوی مفادات کو ٹھکرا دینا کوئی مشکل نہیں بلکہ اس نظریہ اور عقیدہ کے بعد آسانی سے یہ مراحل طے ہو سکتے ہیں۔

لیکن سوال وارد ہوتا ہے کہ یہ احکام ہیں اور یہود کافر ہو کر شرعی احکام کے مکلف نہیں لہذا ان سے روزہ و نماز کا مطالبہ کیسے کیا جاتا ہے ؟ احکام کا مطالبہ اس وقت ہوتا ہے جب ایمان لائے۔ لیکن اصلاحی پروگرام پر غور کرنے سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ یہ اس مستقل سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں پہلے ان سے ایمان لانے کا مطالبہ کیا گیا ایمان لانے کے بعد اگر یہودی علماء ان مراعات کے پیچھے خفا ہوں جو کفر کی حالت میں ان کو حاصل تھے یا ان مفادات سے محروم ہوئے جو ایمان لانے سے قبل ان کو ملتے رہے تو اس فکر مندی کے ازالہ کے لئے روزہ اور نماز کا وظیفہ اپنانا چاہیئے یہی عبادات ان کے کردار پر اثرانداز ہوں گی اور ان سے ان کی دینی اور مذہبی شخصیت بنیں گی جس میں دنیا و آخرت کی کامیابی مضمر ہے۔

پشاور شہر، صدر، حیات آباد اور ملحقہ علاقہ جات کے لئے جائیداد
کی خرید و فروخت کا با اعتماد موزوں ادارہ
عثمانیہ پراپرٹی سنٹر
ہمارا گرانقدر سرمایہ
نوتھیہ روڈ عثمانیہ کالونی پشاور صدر یاد رکھیں
آپ کا اعتماد
جمال خان آفریدی
آپ کا خیر اندیش

اسلام کا طرز حکومت

ایک اصولی بحث

انسان کے لئے معاشرے میں رہنا ضروری اور لازمی امر ہے کیونکہ وہ فطری طور پر [...]
ہے، اسی لئے مسلم و غیر مسلم سیاسی مفکرین کا یہ کہنا ہے کہ "انسان ایک معاشرتی حیوان [...]
، جس طرح انسان کا معاشرے میں رہنا ضرری ہے، اسی طرح معاشرے میں تنظیم [...]
میں آنا بھی ضروری ہے" جب سے انسان کی اس دنیا میں آمد ہوئی ہے اس وقت سے [...]
اور پھر کسی نہ کسی صورت میں تنظیم بھی موجود رہی ہے - قدیم غیر مہذب اور غیر [...]
معاشرہ ہی کیوں نہ ہو، کچھ نہ کچھ قواعد و ضوابط، خواہ وہ رسم ورواج کی صورت میں [...]
کی پابندی وہاں بھی کی جاتی رہی ہے، چنانچہ مشہور سیاسی مفکر ارسطو نے کہا ہے کہ سیاسی [...]
بھی فطری ضرورت ہے، وہ اپنی مشہور کتاب "Politics" میں لکھتا ہے

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ریاست کا قیام فطری امر ہے، اس لئے کہ انسان فطری طور پر ایک سیاسی حیوان ہے (۱)

منظم ریاستوں کے وجود میں آجانے کے بعد ریاست و حکومت کے نظام کو چلانے کے لئے باقاعدہ واضح طور پر قواعد و ضوابط بنائے جانے لگے جن کے مطابق حکومت کی تشکیل و تنظیم، اس کے اختیارات و فرائض، حکومت اور شہریوں کا تعلق اور شہریوں یا باشندوں کے حقوق وغیرہ کا تعین کیا جانے لگا، حکومت کے اغراض و مقاصد صراحت کے ساتھ ذکر کئے جاتے لگے - ان باقاعدہ طور پر متعین ضابطوں اور اصولوں کو ملک اور ریاست کا دستور یا آئین کہا جاتے لگا - پروفیسر گیٹل (Gettell) نے آئین یا دستور (Constitu-tion) کے بارے میں تحریر کیا ہے:

ایسے بنیادی اصول، جن کی بنیاد پر کسی ریاست کے طرز کا تعین ہوتا ہے، اس کا [...]

آئین کہلاتے ہیں ---- آئین ان قواعد کا مجموعہ ہے جن کی رو سے حکومت اور اس کی رعایا کے درمیان قانونی تعلقات قائم کئے جاتے ہیں اور جن کے مطابق ریاست کے اختیارات کو استعمال کیا جاتا ہے - یہ ان قواعد و ضوابط کا مجموعہ ہے جن کے مطابق اقتدار اعلی کے اختیارات کا مستقلاً اظہار ہوتا ہے (۲)

دنیا میں نافذ العمل قدیم ترین دستور

ریاستوں اور ملکوں کا تحریری آئین بنانے کے لئے دستور ساز اسمبلی، دستور ساز کونشن یا دستور ساز کمیشن تشکیل دیئے جانے لگے - امریکہ کا دستور بنانے کے لئے مئی ۱۷۸۷ء میں فلاڈلفیا کے مقام پر ریاستوں کے پچپن نمائندے اکٹھے ہوئے - اس دستور ساز کونشن نے اپریل ۱۷۸۹ء میں آئین کو آخری شکل دے کر منظور کر لیا اور اس کا نفاذ عمل میں آیا - اس آئین کو نافذ ہوئے دو سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے - اس آئین کے تحت ملک کا نظام حکومت مستحکم طریقے سے چل رہا ہے - امریکیوں کا یہ دعوی ہے کہ یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے - پیٹرسن (Thomas E.Patterson) نے لکھا ہے

"آج امریکہ کا دستور دنیا کا سب سے پہلا ایسا دستور ہے جو ابھی تک نافذ العمل ہے - اس عرصے میں فرانس چودہ آئین بنا چکا ہے جبکہ امریکہ میں وہی ایک ہی دستور ہے" (۳)

امریکہ کے آئین سے بھی قدیم ایک اور آئین ہے لیکن وہ غیر تحریری کہلاتا ہے - برطانیہ کا آئین کسی دستور ساز کونشن یا دستور ساز پارلیمنٹ نے باقاعدہ غور و خوض کے بعد مرتب نہیں کیا بلکہ اس کا بیشتر اور اہم حصہ سیاسی رواجات پر مبنی ہے اس لئے ڈائسی (Di-cey) نے کہا ہے

"اس کی تخلیق کے لئے کسی خاص دن اور تاریخ کا تعین نہیں کیا جا سکتا، کچھ لوگوں پر مشتمل گروہ اس کا خالق ہونے کا دعویدار نہیں ہو سکتا - ایسی کسی دستاویز کی نشاندہی نہیں کی جا سکتی

جس کے بارے میں یہ کہا جاسکے کہ اس میں اس آئین کی دفعات موجود ہیں"(۴) امریکہ کے تحریری دستور سے پہلے اور برطانیہ کے غیر تحریری دستور سے بھی بہت پہلے کی سلطنتوں کے دساتیر بنائے جاتے رہے ہیں لیکن مسلم مفکرین کی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کے ان دساتیر سے ایک ہزار سال سے زیادہ پہلے جو آئین مرتب ہوا، درحقیقت دنیا کا پہلا تحریری دستور کہلانے کا مستحق ہے، وہ مدینہ منورہ میں قائم ہونے والی پہلی اسلامی ریاست کا ہے۔ تاریخ و آثار کے ایک ممتاز محقق ڈاکٹر حمید اللہ☆ نے تحریر کیا ہے۔

"غرض عام قواعد و قوانین ملک کم و بیش تحریری صورت میں ہر جگہ ملتے ہیں لیکن دستور مملکت کو عام قوانین سے علیحدہ تحریری صورت میں لایا جانا اس کی نظیر باوجود تلاش کے مجھے عہد نبوی سے پہلے نہیں مل سکی۔ بے شبہ منوسمرتی (۳۰۰ ق م) اور اس کے عصر ارسطو (۳۸۴ تا ۳۲۲ ق م) کی کتابوں میں سیاسیات پر مستقل تالیفیں بھی ملتی ہیں۔ ارسطو نے تو اپنی ہم عصر شہری مملکتوں میں سے بشمول ہندوستان (۱۵۸) کے دستور بھی لکھے تھے ---- لیکن یہ سب یا تو درسی یا مشاورتی کتابوں کی حیثیت رکھتی ہیں اور مسلمانوں کے ہاں نصیحۃ الملوک قسم کی تالیفوں کے مشابہ ہیں یا کسی قسم کے دستور کا تاریخی تذکرہ ہیں۔ کسی مقتدر اعلی کی طرف سے نافذ کردہ مستند دستور مملکت نہیں"(۵)

☆ڈاکٹر حمید اللہ کا تاریخ و آثار میں واقعی ایک نمایاں مقام ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ ڈاکٹر موصوف شریعت کے کوئی بہت بڑے محقق بھی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بات لکھتے ہوئے ان کے سامنے اجتماعیات کے نامور محقق ابوعبید قاسم بن سلام کی کتاب غریب الحدیث کی یہ تحقیق نہ تھی کہ اس طرح ۵۳ دفعات پر مشتمل کسی دستاویز کا کوئی وجود ہی نہیں ہے جیسا کہ ابن کثیر نے بھی البدایۃ والنہایۃ میں انہی کے حوالہ سے ایسی کسی دستاویز کے ثبوت سے انکار کیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی باہمی مواخات کے علاوہ مختلف مواقع پر جو یہودی قبائل سے صلح کے معاہدے کئے، ان منتشر دفعات کو جمع کرکے ایک دستاویز کی شکل دی گئی ہے جسے میثاق مدینہ کے نام سے مشہور کر دیا گیا ہے۔ (محدث)

اقتدار اعلی

کسی ریاست کے نظام حکومت اور دستور کی نوعیت سمجھنے کے لئے اقتدار اعلی کا نظریہ اور اصول بنیادی اور اہم ترین ہوتا ہے۔ یہ ریاست کی ایسی خصوصیت ہے جس کا اظہار ریاست کے دیگر تمام اداروں اور ان کی پالیسیوں، قوانین، اصولوں اور ضابطوں، جن کے مطابق یہ اداری کام کرتے ہیں، پر ہوتا ہے۔ ریاست کی اس اساسی خصوصیت اقتدار اعلی کی مغربی سیاسی مفکرین اس طرح وضاحت کرتے ہیں۔ Lexicon Universal Encyclopaedia میں تحریر کیا گیا ہے۔

"Sovereignty referes both to the powers exercised by an autonomous state in relation to other Countries and to the supreme powers exercised by a state over its own members .... selects its own political, economic and social system."

"اقتدار اعلی قوت و طاقت کے ان دونوں پہلوؤں کی نشاندہی کرتا ہے جو ایک خود مختار ریاست دیگر ممالک کے حوالے سے استعمال کرتی ہے اور پھر وہ برتر طاقت جو ایک ریاست اپنے ہی باشندوں پر استعمال کرتی ہے ..... یہ اپنا سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام خود ہی بناتی ہے"(۲)

Encyclopaedia of Social Sciences کے مطابق

"The concept of sovereignty implies a theory of politics which claims that in every system of government there must be some person or body as competent to decide and as able to enforce the decision."

"اقتدار اعلیٰ کے تصور کا مطلب ایک نظریہ سیاست ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ ... حکومت میں ایک ایسی مطلق العنان طاقت کا ہونا ضروری ہے جسے آخری فیصلہ کرنے ... حاصل ہو، یہ طاقت ایک ایک شخص یا جمعیت استعمال کرتی ہے اور اس طاقت کو ... تسلیم کیا جاتا ہے کہ اسے فیصلہ کرنے اور پھر اس فیصلے کو نافذ کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہے"(۷)

Encyclopaedia Americana میں اقتدار اعلیٰ کا مطلب بیان کیا گیا ہے کہ

"Sovereignty in political Science is the concept of the absolute and ultimate authority in state the power to which all persons and things are sulirect."

"سیاسیات کی رو سے اقتدار اعلیٰ کسی ریاست میں مطلق اور آخری اختیار کو کہتے ہیں۔ ... لوگ اور ان کے تمام معاملات اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔"(۸)

ایک اسلامی ریاست اور مغربی سیاسی مفکرین کے پیش کردہ جمہوری اور سیکولر نظریات کی بنیاد پر قائم ہونے والی ریاست میں، اگر یہ کہا جائے کہ ایک ہی بنیادی، پہلا اور آخری فرق ہے، وہ فرق حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کے نظریے کا ہے۔ یہ ایک ہی فرق ایسا ہے جو دونوں ریاستوں کے دیگر تمام اصولوں کو متاثر/متعین کرتا ہے۔ اقتدار اعلیٰ کی اوپر درج کی گئی تعریفوں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کے تمام لوگ اور ان کے قائم کردہ ادارے اور تمام معاملات اسی اقتدار اعلیٰ کی قوت و طاقت کے تحت چلتے ہیں۔ ظاہری وجود و ہیئت کے لحاظ سے ایک اسلامی ریاست کے لئے بھی انہی عناصر کا ہونا ضروری ہے جن کا موجودہ دنیا دیگر ریاستوں کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جناب امین احسن اصلاحی اسی فرق کی نشاندہی اس طرح کرتے ہیں۔

"ایک عام ریاست اور اسلامی ریاست میں بھی جہاں تک ان کے ظاہری ڈھانچے اور مادی اجزائے ترکیبی کا تعلق ہے، کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ ایک عام ریاست جس طرح اپنے وجود

... ہونے کے لئے اس امر کی محتاج ہے کہ اس کو ایک انسانی معاشرہ حاصل ہو، اس کے ... مخصوص علاقہ ہو، وہ داخلی طور پر با اقتدار اور بیرونی حیثیت سے خود مختار ہو، ... میں ایک ... کے پاس ایک سیاسی ادارہ (گورنمنٹ) ہو جو اس کے ارادوں کی تنفید اور اس کے مقاصد ... تکمیل کر سکے، اسی طرح اسلامی ریاست یا خلافت بھی اپنے وجود پذیر ہونے کے لئے ان ... چیزوں کی محتاج ہے۔ اس پہلو سے غور کیجئے تو دونوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے ... جہاں تک دونوں کے اصول اور مقاصد کا تعلق ہے، دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے"

... زمین فرق کا بہت زیادہ واضح اظہار برطانیہ کے نظام حکومت اور ایک اسلامی ریاست ... نظام حکومت سے ہوتا ہے۔ برطانیہ کا سیاسی نظام اس وقت قدیم ترین خیال کیا جاتا ہے۔ ... نظام حکومت مستحکم انداز سے چل رہا ہے۔ اس ملک میں عوام کی منتخب شدہ پارلیمنٹ ... پارلیمنٹ کا اہم ایوان دار العوام ہے اور وہ منتخب شدہ ہے اور یہی ایوان میں در حقیقت اصل ... قانون کا مالک ہونے کی وجہ سے پارلیمنٹ ہے، اسی لئے مشہور ہے کہ پارلیمنٹ کے وجود ... میں آنے اور توڑی جانے کا مطلب دار العوام ہی ہے) کو ہر قسم کے اختیارات حاصل ہیں۔ وہ ... ہر طرح کا قانون بنا سکتی ہے۔ قانون سازی کے سلسلے میں اسے کلی اختیارات اس طرح ... حاصل ہیں کہ اس کے بنائے ہوئے قانون کو کوئی اور ادارہ یا عدالت مسترد یا نامنظور نہیں کر ... سکتی حتیٰ کہ ملک کے بنیادی اور اہم ترین قانون / دستور میں وہ ہر قسم کی ترمیم کرنے کی مجاز ... ہے اور یہ ترمیم وہ آسانی سے سادہ اکثریت سے کر سکتی ہے۔ ڈائسے (A.V Dicey) نے ... برطانوی پارلیمنٹ کے ہر قسم کے اختیارات تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

"It can in short do everything that is not naturally impossible."

"مختصر یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتی ہے جو کہ قدرتی طور پر ناممکن نہیں ہے"

اور پھر ڈائسے پارلیمنٹ کے کلی اختیارات واضح کرنے کے لئے ایک مختصر لفظ "Omnipo-

...پارلیمنٹ کی قدرت کا (۱۱) استعمال کرتا ہے یعنی "tence of Parliament"

اسلام کا نظریہ حاکمیت

برطانوی پارلیمنٹ کے اقتدار اعلی کے نظریہ کے مقابلے میں اسلام کا نظریہ کیا ہے؟ جواب خود پیغمبر اسلام ﷺ کی قائم کردہ پہلی اسلامی ریاست ☆ کے دستور میں ... مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد پہلے ہی سال رسول ... نے سن ایک ہجری میں ایک معاہدہ تحریری دستاویز کی صورت میں کیا جس کو ... اسلامی ریاست کے پہلے دستور کی حیثیت حاصل ہے۔ ابن ہشام کی سیرت النبی ﷺ ... دستور کو نقل کیا گیا ہے۔ ابتدائی جملے یہ ہیں:

"شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ یہ نوشتہ یاد ... ﷺ کی طرف سے جو نبیؐ ☆☆ ہیں، قریش اور اہل یثرب میں سے ایمان داروں ... لوگوں کے درمیان جو ان کے تابع ہیں......"

......اور پھر اس پہلی اسلامی ریاست کے دستور کی شق نمبر ۲۴ میں ہے۔ "اور جب ... میں کسی چیز کے متعلق اختلاف پیدا ہو تو اللہ تعالی اور محمد ﷺ کی طرف رجوع کیا جا... (۱۱) دستور اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کئے ہوئے اور بھیجے ہوئے نبی ﷺ نے بحیثیت نبی اور پہلی اسلامی ریاست کے سربراہ کے امت کو عطا کیا۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے ... اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع" اس دستور کی بنیاد اور روح ہے۔ برطانوی حکومت کی روح "پارلیمنٹ کا اقتدار اعلی" کے اصول اور نظریہ کی اسلامی ریاست میں ... بھی گنجائش نہیں ہے۔ پارلیمنٹ ایک انسانی ادارہ ہے۔ اسلام کے نظریہ کے مطابق کائنات کی اشرف ترین مخلوق انسان کو اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے۔ زمین و آسمان اور ان میں ... سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، سمندر، درخت، پھل اور پھول سب کچھ اس ذات نے ... کئے ہیں اور انہی اشیاء کو انسان مختلف طریقوں سے استعمال کر کے اپنی زندگی کے نظام کو ... ہے۔ اللہ تعالی اس ساری کائنات کا خالق و مالک، اس کے نظام کو چلانے والا اور اس پر ... کاملہ "رکھنے والا ہے۔ ایسی صورت میں حاکمیت کا حق بھی اسی ذات کو حاصل ہے۔

... ابن کثیر سورۃ النساء کی آیت ۲۱ تا ۲۳ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

"... کی شان تو یہ ہے کہ وہ علی الاطلاق شہنشاہ حقیقی ہے۔ اس پر کوئی حاکم نہیں، سب اس کے ... اور قہر تلے ہیں، نہ اس کے حکم کا کوئی تعاقب کر سکے، نہ اس کے فرمان کو کوئی ٹال ... کی کبریائی اور عظمت و جلال اور حکومت، علم و حکمت، لطف اور رحمت بے پایاں ہے ... اس کے آگے دم مارنے کی مجال نہیں، سب پست اور عاجز ہیں، کوئی نہیں جسے چون و ... اختیار ہو، جو اس سے پوچھ سکے کہ یہ کام کیوں کیا، ایسا کیوں کیا، وہ چونکہ تمام مخلوق کا ... ہے، سب کا مالک ہے، اسے اختیار ہے جو چاہے سوال کرے۔" (۱۲)

... آل عمران کی آیت ۱۰۸، ۱۰۹ کی تفسیر کے تحت ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالی عادل حاکم ہے، وہ ظالم نہیں اور ہر چیز کو آپ خوب جانتا ہے اور ہر چیز پر قدرت ... رکھتا ہے...... زمین و آسمان کی کل چیزیں اسی کی ملکیت میں ہیں اور اسی کی غلامی میں، اور ہر کام کا آخری حکم اسی کی طرف ہے، متصرف و بااختیار حاکم، دنیا و آخرت کا وہی ہے۔"

☆راجح تحقیق یہ ہے کہ اسلام کا اجتماعی نظام جو مکہ میں رسول ﷺ اور صحابہ کے درمیان موجود تھا ... اجتماعیت اسی کا ایک ارتقا تھا کیونکہ مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے یکسر مختلف سیاسی ریاست کی تاسیس ... منٹگمری واٹ کی تحقیق ہے لیکن مسلمانوں کے ہاں مسلمہ امر نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کا نظریہ حاکمیت ... کے نظریہ اقتدار اعلی سے مختلف ہے۔ کیونکہ اسلام میں اقتدار اعلی کوئی اختلافی شے نہیں جیسا کہ قرآن ... **وله اسلم من فی السموات والارض** ۔ لہذا اسلام میں حاکمیت کی بحث صرف اطاعت کے ... تحت آسکتی ہے، اقتدار اعلی کے تحت نہیں۔ (محدث)

☆☆اس دستاویز کے میثاق نہ ہونے کی دلیل اس میں آپ کی نبوت کے اقرار کا ذکر بھی کیونکہ غیر مسلم (یہود وغیرہ) اس کو تسلیم کر لینے سے مسلمان بن جاتے ہیں جو واقعتاً درست نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ایسی کسی ... دستاویز کو ثابت شدہ نہیں مانتے (محدث)

سیاسی مفکرین اقتدار اعلیٰ کا جو مفہوم بیان کرتے ہیں کہ ریاست کی یہ برتر قوت ...
العنان اور لامحدود اختیارات کی مالک ہوتی ہے - دنیا کی کوئی طاقت اس پر کسی ...
قانونی پابندی عائد نہیں کر سکتی - ریاست میں سب اس کے حکم اور قانون کے ...
ہوتے ہیں لیکن وہ کسی کے تحت اور پابند نہیں ہوتی - یہ طاقت نہ عارضی ہوتی ...
مستعار اور عطیہ کی ہوئی ہوتی ہے - یہ قوت ایک ہی ہوتی ہے، اس قوت میں کوئی ...
نہیں ہوتا - یہ سب سے اعلیٰ اور برتر (Supreme) اختیار کا نام ہے - ...cyclo-
paedia Americana میں اقتدار اعلیٰ کے لئے -absolute and ulti
mate Authority in the state" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں - لیکن ...
نظریہ کے مطابق یہ مطلق، لامحدود اور آخری اختیار اس کائنات میں کسی کو بھی حاصل ...
- کوئی انسان یا انسانی ادارہ ایسے اختیارات کا حامل نہیں - ان اختیارات کا مالک مرف ...
صرف کائنات کا خالق و قادر اللہ تعالیٰ ہے -

قرآن و حدیث میں حاکم اعلیٰ، اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم ...
حکم ایک دو جگہ نہیں بلکہ بہت سے مقامات پر دیا گیا ہے لیکن قرآن کریم کی ایک آیت میں ...
کریم ﷺ کی اطاعت کے حکم کے ساتھ بھلائی کے کاموں کی قید لگائی گئی ہے کہ پیغمبر ...
کی اطاعت بھلائی کے کاموں میں کی جائے گی اس پر علماء نے یہ بحث پیدا کی ہے کہ پیغمبر کے ...
بارے میں تو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ بھلائی کا حکم ہی دیں گے تو پھر بھلائی کی قید کیوں لگائی
گئی - چنانچہ مولانا مودودیؒ سورۃ الممتحنہ کی آیت ۱۲ ﴿ ولا یعصینک فی معروف ﴾ "اور
بھلائی کے کام میں وہ آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے" کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں -
"نبی ﷺ کی اطاعت پر بھی اطاعت فی المعروف کی قید لگائی گئی ہے حالانکہ حضور ﷺ کے
بارے میں اس امر کی کسی ادنیٰ شبہ کی گنجائش بھی نہ تھی کہ آپ کبھی منکر کا حکم بھی دے سکتے
ہیں - اس سے خود بخود یہ بات واضح ہو گئی کہ دنیا میں کسی مخلوق کی اطاعت قانون خداوندی کی

... نہیں کی جا سکتی کیونکہ جب خدا کے رسول تک کی اطاعت، معروف کے
... شروط ہے تو پھر کسی دوسرے کا یہ مقام کہاں ہو سکتا ہے کہ اسے غیر مشروط اطاعت کا
... اور اس کے کسی ایسے حکم یا قانون یا ضابطے اور رسم کی پیروی کی جائے جو قانون
... کے خلاف ہو" (۱۴)
... اللہ تعالیٰ کو خود بھی معلوم تھا کہ ان کا بھیجا ہوا پیغمبر بھلائیوں ہی کو پھیلائے گا،
... کا حکم دے گا اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے نبی کو جانے والا ہو بھی کون سکتا ہے - نبی کریم
... دنیا میں تشریف ہی اس لئے لائے تھے کہ اسلام کے بھلائیوں اور نیکیوں والے پیغام
... دنیا تک پہنچائیں، دنیا سے برائیوں اور خرابیوں کا خاتمہ کریں لیکن اس سب کے
... اس قید اور شرط کا لگانا اور قرآن کریم میں اس کا ذکر کرنا در حقیقت امت کو یہ تعلیم
... کے لئے تھا کہ وہ حاکم اعلیٰ اور مقتدر اعلیٰ صرف ایک اللہ ہی کو یقین کریں اور بعد
... کسی وقت کسی کے لئے بھی یہ گنجائش نکالنے کا موقعہ نہ ہو کہ حکم دینے کا اختیار کسی اور
... قوت کے پاس بھی ہو سکتا ہے - مفتی محمد شفیع تحریر کرتے ہیں -
... ﴿ ولا یعصینک فی معروف ﴾ یعنی "وہ کسی نیک کام میں آپ کے حکم کی خلاف ورزی
... کریں گے" یہاں معروف یعنی نیک کام کی قید لگانا جبکہ یہ یقینی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا
... حکم معروف اور نیکی کے سوا ہو ہی نہیں سکتا یا تو اس لئے ہے کہ عام مسلمان پوری طرح
... سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں یہاں تک کہ رسول
... کی اطاعت بھی اس شرط کے ساتھ مشروط ☆ کردی گئی" (۱۵)

☆ ... رسول اللہ ﷺ کے بارے میں زیادہ بہتر تعبیر یہ ہے کہ آپ کی اطاعت مشروط نہ تھی کیونکہ ﴿ من یطع
الرسول فقد اطاع اللہ ﴾ اور ﴿ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ﴾
... اطاعت کو غیر مشروط بیان کرتے ہیں اور آپ کے حوالے سے قرآن میں فی معروف کی قید احترازی نہیں،
... بلکہ آیت مبارکہ ہم کو چیزوں کو بیان کرنے کے بعد "وغیرہ، وغیرہ" کے الفاظ سے اسے عمومی حیثیت
... دیتی ہیں - (محمد ش)

حاکم کی مشروط اطاعت

اسلامی ریاست میں اللہ تعالی کی حاکمیت اعلی کے سلسلے میں ایک معاملہ حکمران کی اطاعت کا بھی ہے-قران حکیم کی سورۃ النساء کی آیت ۵۹ میں اللہ تعالی نے حکمران کی اطاعت کا حکم دیا ہے -ارشاد فرمایا"اے ایمان والو!اطاعت کرو اللہ تعالی کی،اطاعت کرو اس کے رسول کی اور ان کی جو تم میں سے صاحب امر (حاکم) ہو-"آیت میں صاحب امر (حاکم/حکمران) کی اطاعت کا حکم خود اللہ تعالی نے دیا ہے اور اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے حکم کے ساتھ ہی حاکم کی اطاعت کا حکم ذکر کیا گیا ہے جس سے حکومت اور حکمران کی اطاعت کی بہت زیادہ اہمیت معلوم ہوتا ہے-اس تاکید کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے-اس لئے کہ اجتماعی زندگی انسان کا فطری تقاضا ہے اور اجتماعی زندگی میں نظم وضبط اور نتیجتاً فلاح و بہبود اور ترقی و خوشحالی ، حکومت کی تشکیل و تنظیم اور اس کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں ہے، حکومت کا ہونا قانون بنانا اور مؤثر طریقہ سے اس کا نفاذ اجتماعی زندگی کی کامیابی کے لئے ضروری ہے- اسی لئے آیت میں حکومت کی اطاعت کی تاکید کی گئی ہے اور یہ تاکید ایک نہیں، کئی احادیث میں موجود ہے-حاکم کی اطاعت کے اس حکم اور پھر احادیث میں اس کی ترغیب و تاکید سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی کی حاکمیت کے ساتھ حکمران کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے -لیکن یہ شبہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب حکمران کی اطاعت اور اللہ تعالی کی حاکمیت اعلی کا صحیح مفہوم مطلب ذہن میں نہ رکھا جائے-چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں قرآن کریم کی اسی آیت ﴿اطیعو الله واطیعو الرسول ......﴾ کی شرح میں تحریر کرتے ہیں "حاکم کی اطاعت صرف اسی وقت واجب ہے جب اس کا حکم شرع کے خلاف نہ ہو-آیت کی رفتار سے یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے اللہ نے انصاف کرنے کا حکم دیا اس کے بعد حاکموں کی اطاعت کا امر کیا-اس سے معلوم ہوا کہ جب تک حکام عدل پر قائم ہوں، ان کی اطاعت واجب ہے-اس سے آگے خود صراحت فرمادی:﴿فان تنازعتم فی شیئی فردوہ الی

الله والرسول﴾ یعنی "اگر کسی مسئلے میں تمہارا آپس میں اختلاف پیدا ہو جائے تو (صحیح فیصلے کیلئے) اللہ اور اس کے رسول کے (احکام کی) طرف رجوع کرو"(١٦)

صحیح مسلم کے شارح علامہ نوویؒ حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد "لازم ہے تم پر سننا اور اطاعت کرنا حاکم کی بات کا" نقل کرنے کے بعد تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اطاعت اسی صورت میں ہے جب حاکم کا حکم خلاف شرع نہ ہو اور اگر شرع کے خلاف ہو تو اطاعت نہ کرے"(١٧)

علامہ نوویؒ اس مسئلے کی وضاحت ایک اور حدیث کے ذریعہ یوں کرتے ہیں جس میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے علاوہ جو بھی مخلوق (بشمول حاکم) ہے، اس کی اطاعت اللہ تعالی کی نافرمانی کے مقابلے میں جائز ہی نہیں ہے، وہ تحریر کرتے ہیں: "حدیث نبوی میں وارد ہے" لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق " یعنی جس کام میں خالق کی معصیت و نافرمانی ہوتی ہو، اس میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں"(١٨)

اسلامی ریاست میں لوگ حکمران اور خلیفہ کی اطاعت اس کے اس عہد ہی کی وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات اور طریقوں کو جاری کرے گا-اگر وہ اس عہد پر قائم نہیں رہتا تو اس کو اطاعت کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل نہیں-حکمرانوں کے اس عہد کا ذکر سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے-حضور اقدس ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد جب آپ کے خلیفہ کے فیصلے کے لئے صحابہ کرامؓ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور بالآخر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسلمانوں کا امیر و حاکم اور خلیفہ بنائے جانے پر اتفاق ہوا تو اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسلامی ریاست و حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے تمام مسلمانوں کے سامنے اپنے عہدے کا حلف اٹھاتے ہوئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا-

"لوگو! میں بھی تمہارے جیسا ایک مسلمان ہوں...... میں صرف پیر ہوں، ہادی نہیں ہوں، اگر میں راہ راست پر گامزن رہوں تو میری اتباع کرنا اور اگر بھٹک جاؤں تو مجھے سیدھا

کرتا ...... اگر میں قوت غضبیہ سے کام لوں تو مجھ سے علیحدہ ہو جانا، اس وقت میرا تم پر کوئی حق نہیں رہے گا" (۱۹)

سیرت ابن ہشام میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ آپ نے بیعت کے بعد اپنے خطبے میں فرمایا۔

"اس وقت تک میری اطاعت کرو جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرنے لگوں تو میری اطاعت تم پر واجب نہیں" (۲۰)

کتاب الاموال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خطبے کے الفاظ اس طرح نقل کیے گئے ہیں "اے لوگو! میرا مقام یہ نہیں ہے کہ میں دین میں نئے نئے طریقے اپنی طرف سے وضع کرتا رہوں بلکہ میں تو دین کا اتباع کرنے والا ہوں اور احکام خداوندی کا پابند ہوں" (۲۱)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے جملے، جو مختلف حوالوں سے نقل کیے گئے، اس بات کی وضاحت کے لئے کافی معلوم ہوتے ہیں کہ اگرچہ حاکم کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور قرآن و حدیث میں مختلف مواقع پر اس کی تاکید کی گئی ہے۔ لیکن ایسا اجتماعی زندگی میں نظم کے تقاضے کے تحت کیا گیا ہے، اس کی وجہ سے حکمران حاکمیت کی اختیارات میں شریک نہیں ہوتا۔ اس کے حکم کی اطاعت اس کی ذاتی اہمیت کی وجہ سے نہیں کی جاتی بلکہ صرف اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حاکمیت قائم کرنے کے لئے اس کے احکامات کا اجرائے نفاذ کرتا ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف اپنے احکامات دیتا ہے تو اس کو "سیدھا کرنا" (حضرت ابوبکرؓ کے الفاظ میں) ضروری ہے۔ اسی اصول اور ضابطے ہی کی بناء پر اسلامی ریاست کے حکمران کو اپنے ہر حکم اور ہر فعل کے بارے میں یہ وضاحت کرنا ہوتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے رسولؐ کی تعلیم کے مطابق ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ تحریر کرتے ہیں۔

"من جملہ ان کے یہ کہ مظلوموں کی دادرسی کے سلسلے میں خلیفہ وقت جو کچھ بھی عمل لائے اس میں وہ اپنے آپ کو پبلک کے سامنے حق بجانب ثابت کر سکے۔ اس کے پاس شرع کی

ثبوت میں سے کوئی ایسی واضح دلیل ہو جس کے ذریعے وہ خاص و عام کو منوا سکے کہ ظلم [illegible] وغیرہ میں اس نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ اس طرح مقدمات اور جھگڑوں کے بارے میں بھی اس کے فیصلے شرعی حجت اور سند پر مبنی ہوں۔ کسی کو یہ حرف گیری کرنے کا موقع نہ ملے کہ اس نے استبدادی فیصلہ کیا اور اپنی رائے پر عمل کیا" (۲۲)

حکومت کی روح

ہر نظام حکومت میں عام طور پر ایک بنیادی نظریہ اور روح کارفرما ہوتی ہے۔ جس ملک کے نظام حکومت میں جو نظریہ اور فکر کار فرما ہو اس کو اس ملک کے نظام حکومت کی روح کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ کوئی بھی قانون بناتے وقت، کوئی بھی پالیسی وضع کرتے وقت اور کوئی بھی انتظامی قدم اٹھانے کے لئے اسی بنیادی نظریے کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ روس، جو چند سال پہلے تک دنیا کی عظیم طاقت تھا، کے نظام حکومت میں بنیادی نظریہ، اشتراکیت، تھا۔ ملک کے آئین کی تمام دفعات اسی کے مطابق تھیں۔ حکومت اپنی پالیسیاں اور انتظامی امور اسی کی بنیاد پر چلاتی تھی۔ امریکہ کے دستور کا مطالعہ کیا جائے تو اس ملک کے نظام حکومت کی روح جمہوریت اور عوام کی حاکمیت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ امریکہ کی حکومت [illegible] کی طرف سے شائع شدہ کتابچے (شائع کردہ وزارت خارجہ کا ڈیپارٹمنٹ آف سٹیٹ) میں "جمہوریت، امریکہ کی بنیاد" کی سرخی کے تحت تحریر ہے:

"جمہوریت امریکہ کی پشت پناہ جو ۱۶۰ سال سے زائد عرصہ سے ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ترقی و بہبودی کی حفاظت و پرورش کر رہا ہے"

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے دستور اساسی کی تمہید میں الفاظ درج ہیں:

"ہم ریاستہائے متحدہ امریکہ کے باشندے ایک مکمل تریونین کو تشکیل دیتے ہیں ...... یہ دستور اساسی ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لئے مقرر اور قائم کرتے ہیں" (۲۳)

امریکہ کے دستور کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ جمہوریت اور عوام کی حاکمیت اس نظام

حکومت کا بنیادی نظریہ ہے اور اس نظام حکومت کی روح ہے لیکن اس سے پہلے واضح کیا جا چکی ہے کہ اسلامی نظام حکومت کی روح اللہ تعالی کی حاکمیت اعلی ہے۔

اسلام اور جدید طرز ہائے حکومت

قرآن و حدیث، جو اسلام اور اسلامی نظام حکومت کے اصولوں کو معین کرنے کے لئے اہم ترین بنیادی اور اصل ماخذ ہیں، سے اگر اسلامی طرز حکومت کے اصول اخذ کرنے کی کوشش کی جائے تو باوجود بھرپور کوشش کے ان سے وہ اصول شاید واضح طور پر معلوم نہ ہو سکیں گے جن کا ذکر جدید ریاست کے نظام حکومت میں ملتا ہے۔ اسلامی نظام حکومت کے بنیادی اصول تو یقیناً ان ماخذوں میں موجود ہیں جن اصولوں میں اللہ تعالی کی حاکمیت اعلی بنیاد اور روح کی حیثیت رکھتی ہے لیکن تفصیلی باتیں قرآن و حدیث میں نہیں ملیں گی☆۔ مثلاً جدید ریاست میں وفاقی یا وحدانی طرز، پارلیمانی یا صدارتی نظام، یک ایوانی یا دو ایوانی مقننہ اور طریق انتخاب سے متعلق کئی باتیں اہم خیال کی جاتی ہیں لیکن قرآن و حدیث میں ان باتوں کا واضح طور پر ذکر نہیں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ زندگی کے ہر قسم کے انفرادی اور اجتماعی معاملات و مسائل کے بارے میں اصول اور ضابطے بتاتا ہے اور دین اسلام قیامت تک کے لئے ہے تو اس مکمل ضابطہ حیات میں نظام حکومت کے بارے میں پیش آنے والے جدید طرز ہائے حکومت اور خصوصیات کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکمل ضابطہ حیات سے مراد ہے کہ زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات کے بارے میں بنیادی اور اصولی باتیں بیان کر دی گئی ہیں لیکن وہ باتیں جو حالات کے تابع ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ تغیر پذیر ہیں، ان کے بارے

☆صاحب مقالہ یہاں Occupied اور Unoccupied کی تقسیم میں الجھ کر سیکولرازم کے فتنہ کا شکار ہو گئے ہیں حالانکہ وہ اگر اسلامی تعلیمات اور ضابطوں کے ماتحت طرز ہائے حکومت کو انسانی تجربات کے ضمن میں لاتے تو بہتر تعبیر ہوتی۔ اسلام انسانی تجربات کے ارتقا کا مخالف نہیں ہے۔ البتہ ان تجربات کو الہامی ضابطوں کا پابند کرتا ہے۔ (محدث)

میں تفصیلات بتانے سے گریز کیا گیا ہے۔ تغیر پذیر معاملات میں سے ایک اہم معاملہ نظام حکومت کا ہے۔ دنیا کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ حالات کی تبدیلی کا نظام حکومت پر بھی اثر پڑتا ہے۔ دنیا میں آمریت رہی ہے، مطلق العنان بادشاہت رہی ہے، محدود بادشاہت رہی ہے، ایسی حکومت بھی رہی ہے جس میں حکمران خود کو خدا یا خدا کا مظہر بن کر حکومت کرتا رہا ہے، محدود سطح پر جمہوریت رہی ہے، غرضیکہ دنیا کی تاریخ میں مختلف ملکوں اور سلطنتوں میں مختلف قسم کے نظام ہائے حکومت رہے ہیں۔ دور جدید پر نظر ڈالی جائے تو ہر ملک کا اپنا مخصوص طرز حکومت ہے۔ جمہوریت دور جدید کا ایک بہترین نظریہ اور نظام تسلیم کیا جاتا ہے لیکن جمہوری ممالک میں بھی مختلف قسم کے طرز حکومت ہیں۔ جمہوری نظام حکومت کے سلسلے میں دیگر ممالک کے علاوہ امریکہ اور برطانیہ مشہور ہیں۔ دونوں دنیا کے ترقی یافتہ اور متمدن ممالک شمار ہوتے ہیں لیکن دونوں کے نظام حکومت میں کئی اہم فرق موجود ہیں۔ برطانیہ کے نظام حکومت میں پارلیمانی نظام ملک کے دستور کی بنیادی اور اہم ترین خصوصیت ہے بلکہ پارلیمانی نظام کے بطور ایک طرز حکومت کے ابتدا اور تعارف وہیں سے ہوا اور یہ دنیا کی پہلی پارلیمانی جمہوریت سمجھی جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی امریکہ، جو اپنے قیام سے پہلے برطانوی اقتدار ہی کا حصہ رہا ہے، نے اپنا دستور اپنے ملک کے حالات کے مطابق اس طرح بنایا کہ اس میں صدارتی نظام کو اہم ترین حیثیت حاصل ہے اور امریکہ دنیا کا پہلا صدارتی نظام والا ملک قرار دیا جاتا ہے۔ ایک طرف فرانس کا ملک بھی ہے۔ جس کا شمار ترقی یافتہ اور متمدن ممالک میں ہوتا ہے، جہاں ان دونوں طرزوں سے کچھ مختلف تیسرا ایک نیا طرز حکومت اختیار کیا گیا ہے جو نہ مکمل پارلیمانی ہے اور نہ مکمل صدارتی۔ یہ ایک ایسی حالت ہے جس میں صدارتی اور پارلیمانی دونوں نظاموں کی خصوصیات کو اختیار کیا گیا ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں اگرچہ پارلیمانی نظام ہے لیکن یہاں پارلیمانی نمائندوں کو سیاسی اور قانون سازی کے امور پر مکمل کنٹرول حاصل نہیں۔ رائے دہندگان حق ہدایت (Initiatives) اور استصواب (Plebiscite) کے ذریعہ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہیں۔ سوئٹزر

Scanned with CamScanner

لینڈ کے نظام حکومت کی ایک اور منفرد خصوصیت تکثیری عاملہ-(Plural Execu-tive) ہے- دیگر ممالک میں انتظامیہ کا سربراہ ایک شخص ہوتا ہے لیکن اس کے … انتظامیہ کے اختیارات سات رکنی ادارے وفاقی کونسل کے پاس ہوتے ہیں- کونسل کے … ارکان ایک ٹیم کی حیثیت میں فیصلے کرتے ہیں- پارلیمانی و صدارتی نظام کی خصوصیات … پہلو سے ہر ملک اپنے اپنے حالات کے مطابق اصول بناتا ہے، اسی طرح دیگر خصوصیات … پہلو سے بھی دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں فرق پایا جاتا ہے- ایک ہی وقت اور ایک ہی … دنیا کے ملکوں میں نظام حکومت کی خصوصیات کے سلسلے میں فرق یہ ظاہر کرتا ہے کہ … طور پر کسی ایک ہی نظام حکومت کو معین کر کے معیاری قرار نہیں دیا جاسکتا- جب ایک … میں تمام ممالک کے لئے ایک ہی نظام حکومت کا تعین مشکل ہے تو زمانے کے گزرنے … ساتھ تو حالات میں اور بھی زیادہ تبدیلی رونما ہو جاتی ہے- تین سو سال پہلے حکومت چلانے کے جو اصول اور طریقے رائج تھے، وہ آج کی جدید دنیا میں متروک ہو چکے- برطانیہ جس … نظام حکومت آج بہت کامیاب خیال کیا جاتا ہے، میں پہلے مطلق العنان بادشاہت تھی پھر مطلق العنان بادشاہ کے اختیارات محدود ہوتے چلے گئے اور پارلیمنٹ اختیارات حاصل کرتی چلی گئی، آج صورت حال یہ ہے کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ کو لامحدود اور مطلق العنان اختیارات حاصل ہیں- لیکن کیا یہی صورت حال باقی رہے گی؟ اس کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے- تاریخ یہ بتاتی ہے کہ دنیا کے ملکوں کے حالات اور نظاموں کے تبدیل ہونے میں بعض اوقات زیادہ وقت نہیں لگتا- تازہ ترین مثال روس کی ہے- صرف چند سال پہلے تک اس کا نظریہ اور نظام حکومت کتنا مستحکم اور قابل تقلید خیال کیا جاتا تھا- وہ دنیا کا مضبوط ترین ملک تھا، دنیا کے ایک حصے کی قیادت اس کے پاس تھی لیکن آج وہ مضبوط و مستحکم نظام والا طاقتور ترین ملک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے، سمٹ چکا ہے- دنیا کے کئی ممالک اس کے نظریے اور نظام کو قابل رشک اور قابل تقلید سمجھ کر اپنانے کی کوشش میں تھے- لیکن اب اس کی حیثیت وہ نہیں رہی، معلوم ہوتا ہے دنیا کے ملکوں کے نظام حکومت میں حالات کے

مطابق مختلف اوقات اور ادوار میں تبدیلی ہی کی وجہ سے اسلام نے تفصیلی، جزوی اور فروعی پہلوؤں کو معین نہیں کیا- لیکن اس بات کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ نظام حکومت کے بارے میں اسلام کی کوئی واضح تعلیم نہیں ہے اور اس معاملے میں اسلام نے کوئی اصول نہیں دیے۔ اس مسئلے کی وضاحت سید سلیمان ندویؒ اس طرح کرتے ہیں-

"ایک ہیں قانون کے اصول اور کلیات اور دوسرے ہیں اس کے فروع اور جزئیات ہر قانون کے اصول و کلیات خواہ وہ عقلی و تجربی ہوں، ہمیشہ یکساں رہتے ہیں- ان میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا- تغیر و تبدل اور تجدد یعنی نئی نئی صورتوں کا پیش آنا، یہ واقعات و حوادث پر ہوتا ہے جو انہی کلیات کے اندر مندرج ہوتے ہیں...... انہی اصولوں کی بناء پر ہمارے فقہاء نے فتاوی کا پورا دفتر مرتب کیا ہے، جس کے مطابق ہر زمانے میں ہر صورت کا جواب دیا جاسکتا ہے اور جس پر دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کی عظیم الشان حکومتیں … قائم ہوئیں (۲۴)

نظام حکومت کے بارے میں قرآن و حدیث میں صرف بنیادی اصولوں کا ذکر کر دیا گیا ہے- جن میں سے ایک بنیادی اور اہم ترین اللہ تعالی کی حاکمیت اعلی ہے- اس اصول کو جڑ اور بنیاد کی حیثیت حاصل ہے- دیگر تمام اصول اس ایک اصول سے ہی شاخوں کی طرح پھوٹتے ہیں- … اصول نہیں بتائے گئے، ان کا شمار مباحات میں کیا جاتا ہے اور یہ حالات اور مقتضیات کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں- نظام حکومت کے سلسلے میں مباحات کی تعداد بھی زیادہ ہے- صرف نظام حکومت ہی نہیں زندگی کے دیگر معاملات میں بھی ایسی ہی صورت معلوم ہوتی ہے- مولانا تقی عثمانی تحریر کرتے ہیں-

"احکام ہر دور میں ناقابل تغیر ہیں- البتہ جو چیزیں مباحات کے ذیل میں آتی ہیں ان میں انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ وقت اور زمانے کی مصلحتوں کے لحاظ سے انہیں اختیار یا ترک کرنے کا فیصلہ کر سکتا ہے اور دیکھا جائے تو زندگی کے ایسے مسائل تعداد میں بہت کم ہیں جن کے بارے میں نصوص شریعت نے فرض و واجب، مسنون و مستحب یا حرام و مکروہ ہونے کی

صراحت کی ہے اور جو ناقابل تغیر ہیں اس کے برعکس زندگی کی بیشتر چیزیں مباحات میں داخل ہیں اور ان کو ترک واختیار کے فیصلے ہر وقت بدلے جاسکتے ہیں"(۲۵)

حفظ الرحمٰن سیوہاروی خلافت کے نظام کو قرآن وحدیث کے اساسی اصولوں کے مطابق چلانے پر زور دینے کے ساتھ ہی مزید وضاحت کیلئے تحریر کرتے ہیں۔

"اسلام میں قیاس صحیح اور اجتہاد کو بہت اہم جگہ حاصل ہے اور اس کا صحیح طریق کار یہ ہے کہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہ اصول اور اساسی قوانین میں ادنی سا تغیر بھی نہیں ہو سکتا اور ان ہی قوانین کی روشنی میں ایسی جزئیات اور تفصیلات اور ایسے احکام استخراج واستنباط کیے جائیں جو ایک جانب تو ان اساسی اصولوں کے ماتحت ہوں اور دوسری جانب مقتضیات وقت اور حادثات کا بہترین حل کرتے ہوں"(۲۶)

تفصیلات سے گریز کی حکمت

اگرچہ اسلام نے زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبے کے بارے میں ضابطے اور اصول معین کردئے ہیں اور اس لحاظ سے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔لیکن اسلام کی منشا یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کے ماننے والوں کو اتنا بھی نہ جکڑ دیا جائے کہ وہ اسلامی زندگی گزارنے میں مشکل اور تنگی محسوس کریں اور ہر ہر بات میں پابند بن کر رہ جائیں۔اسلام سہولت اور آسانی بھی عطا کرنا چاہتا ہے۔بعض باتوں میں اسلام نے تفصیلی ہدایات اس لئے نہیں دیں کہ ان میں اپنی عقل وشعور کو استعمال کیا جائے۔شاہ ولی اللہؒ نے اس بات کو کئی مواقع پر واضح کیا ہے اور حجۃ اللہ البالغہ میں **تیسیر** کو مستقل موضوع بنا کر اس پر تفصیل سے بحث کی ہے بلکہ اس اصول کو شریعت کا اصل الاصول قرار دیا ہے کہ آسانی اور سہولت پیدا کی جائے، تنگی اور مشکل میں مبتلا نہ کیا جائے---وہ تحریر کرتے ہیں:

ایک اور آیت ہے **﴿یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾** اللہ تعالی تو تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے، وہ یہ نہیں چاہتا کہ تم کو تکلیف دے رسول

اللہ ﷺ نے جب ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ کو عامل مقرر کر کے صوبہ یمن میں بھیجا تو آپ ﷺ نے انہیں وصیت کی کہ لوگوں کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرو، ان کو تکلیف میں مت ڈالو اور ایک دوسرے کا کہنا مانو، ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرو

جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو اس وقت سوال کیا گیا ہر سال ہمارے ذمہ حج ضروری ہے۔اس پر اللہ تعالی کی طرف سے آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے اے ایمان والو ایسی باتوں کے بارے میں مت پوچھو کہ اگر تم پر کھولی جائیں تو تمہیں بری لگیں (سورۃ المائدہ ۱۰۱)

اس آیت کی تفسیر کے تحت حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس کے سوال کی وجہ سے کوئی غیر حرام چیز بربناء وضاحت حرام ہو گئی اور لوگوں پر تنگی پیدا ہو گئی-----اگر کتاب میں کچھ مذکور نہ ہو اور تم نے کیا تو تمہارے عمل کی تم سے باز پرس نہیں تو تم بھی کسی سوال کے متعلق چپ سادھ لیا کرو---میں بعض باتوں سے عمداً ساکت ہوں۔یہ تم پر اقتضاء رحمت کی بناء پر ہے، میں بھول جانے کے سبب ساکت نہیں ہوا

سورۃ المائدہ کی اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تحریر کرتے ہیں:

خدا نے جس چیز کو کمال حکمت وعدل سے حلال یا حرام کر دیا وہ حلال یا حرام ہو گئی اور جس سے سکوت کیا، اس میں گنجائش اور توسیع رہی۔مجتہدین کو اجتہاد کا موقعہ ملا، عمل کرنے والے اس کے فعل وترک میں آزاد رہے اور اگر ایسی چیزوں کی نسبت خواہ مخواہ کھود کرید اور بحث وسوال کا دروازہ کھولا جائے گا حالانکہ قرآن شریف نازل ہو رہا ہے اور تشریح کا باب مفتوح ہے تو بہت ممکن ہے کہ سوالات کے جوابات میں ایسے احکام نازل ہو جائیں جن کے بعد تمہاری یہ آزادی اور گنجائش اجتہاد باقی نہ رہے

اسی طرح قرآن کریم کی سورۃ البقرہ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کو گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تو وہ گائے کے متعلق مختلف سوالات کرنے لگے کہ وہ کس طرح کی ہو، کس رنگ کی ہو، وغیرہ ان کے اس طرح کے سوالات کو بارگاہ خداوندی

Scanned with CamScanner

...میں ناپسند کیا گیا-اس لئے کہ گائے کے ذبح کرنے کے حکم کی تعمیل میں کی بھی...
...کیا جاسکتا تھا مگر انہوں نے اللہ تعالی کی دی گئی سہولت سے فائدہ نہ اٹھایا اور اپنے...
تنگی و مشکل میں مبتلا کیا-انہوں نے تشدد کیا تو اللہ تعالی نے بھی ان پر سختی کی-سورہ...
آیات نمبر ۶۸ تا ۷۰ کی تفسیر کے تحت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی تحریر کرتے ہیں:
اس گائے کی صفات کے طالب ہوئے اور یہ ان کی بڑی حماقت تھی-...
...نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آیت ﴿و لله علی الناس حج البیت...﴾
اللہ کے لئے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج فرض ہے نازل ہوئی تو عکاشہ بن محصنؓ نے...
عالم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ نے کچھ جواب نہ دیا...
پوچھا، پھر بھی آپ نہ بولے جب تیسری دفعہ پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ ہر سال فرض نہیں...
اور فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا
سوالات کرنے سے اس وقت منع کیا گیا جب نبی کریم ﷺ موجود تھے اور وحی...
کا سلسلہ جاری تھا اور اس طرح کے سوالات کے جواب میں وحی نازل کی جاسکتی تھی لیکن...
بھی سوالات سے منع کرنے کی حکمت یہی بتائی گئی ہے کہ جو باتیں نہیں بتائی گئیں وہ عمداً نہیں...
بتائی گئیں اور اس لئے نہیں بتائی گئیں کہ اللہ تعالی یہ چاہتا ہے کہ ایسی باتوں میں عقل و شعور...
اور تجربات سے کام لے کر اپنی آزادی سے کوئی کام کرلیں یا چھوڑ دیں-ان میں باریکیاں...
پیدا کر کے اپنے آپ کو پابند کرنا اور تنگی و مشکل میں ڈالنا اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک نہ...
صرف یہ کہ ناپسندیدہ ہے بلکہ اللہ تعالی اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی کا سبب ہے جیسا کہ ابن...
کثیر کے حوالے سے حدیث گزر چکی ہے کہ وہ شخص اللہ تعالی کا بہت بڑا مجرم ہے جس کی...
وضاحت طلب کرنے پر حلال چیز حرام ہو گئی اور جس کی وجہ سے لوگ تنگی میں مبتلا ہوئے...
اور دوسری تفسیر میں ایسے لوگوں کے اس فعل کو حماقت قرار دیا گیا ہے لہذا قرآن و حدیث کی...
یہ وعیدیں ان لوگوں کے غور و فکر کے لئے ہیں جو اسلامی نظام حکومت کے سلسلے میں ان...
ضابطوں اور انداز کو اسلامی قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں جن ضابطوں کو اسلام نے صراحتہ...

...نہیں کیا اور جن کو ملک کے حالات اور مقتضیات اور جزئیات بتانے سے گریز کیا گیا ہے
...مسلمانوں کو آزاد رکھا گیا ہے کہ ہر ملک اپنے حالات اور تقاضوں کے مطابق اساسی اصولوں
...کے تحت جن ضابطوں اور طریقوں کو اختیار کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں-دوسرے ممالک کے
...تجربات سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے-
...علم و حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے وہ اس کو جہاں پائے اس کے لینے کا وہی زیادہ
...حقدار ہے-جنگوں کے مواقع پر حضور اکرم ﷺ نے کفار مشرکین کے اچھے طریقوں سے
...استفادہ کیا اور آپؐ نے اور آپؐ کے خلفائے راشدینؓ کے ریاست اور حکومت کے معاملات
...میں بھی جو اچھے طریقے دوسری قوموں کے دیکھے، انہیں اختیار کیا-حضرت سلمان فارسی
...کے مشورہ سے غزوہ احزاب کے موقع پر مدینہ منورہ کے اطراف میں ایک گہری خندق
...کھودنے میں دوسروں کا طریقہ اپنایا گیا اور حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے غزوہ طائف
...کے موقع پر آپؐ نے دو نئے آلات حرب استعمال کئے اور دو صحابہ کو تو خاص طور پر صنعت
...سیکھنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے شام کے صنعتی شہر بھیجا-حضرت عمر فاروقؓ نے تقسیم
...اراضی کے لئے دفاتر قائم کرنے کے منصوبے پر صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اس مشورہ کو جلال
...الدین سیوطیؒ نے اس طرح نقل کیا ہے:
ولید بن ہشام بن مغیرہؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین! میں نے ملک
...شام کا سیر کی ہے اور وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا ہے-انہوں نے نظام سلطنت کے لئے دفاتر
...قائم کر رکھے ہیں جس کے باعث شہروں کو خوب آباد کیا ہے-ولید کا یہ مشورہ آپ کو پسند آیا
...اور آپ نے ایسا ہی کیا(۳۱)
...ان ابتدائی نوعیت کی اصولی بحثوں کے بعد اسلامی سیاست کے جامع خاکے کو عنقریب ایک
...مستقل مضمون میں زیر بحث لایا جائے گا-ان شاء اللہ (محدث)

حوالہ جات:-----------

1. Aristotle : Politics, P.54, Randum House , the Mod...

Library U.S.A. 1943. ern

2. Gettell, Raymond Garfield: Political Science,P244-245, the World Press Private Ltd, Calcutta ist ed. 1950 Revised fifth edition .

3. Patterson , E.Jhomas: The American Democracy, P,19, Mcgraw - Hill Pulishing Company New york , 1990.

4. Dicey . A.V : Law of the Constitution . P,3, Oxford 1914, 8th Edition.

۵-ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۷۶، ۷۷ اردو اکیڈمی سندھ کراچی، ستمبر ۱۹۸۷ء

6. Lexicon Universal Encyclopaedia , vol. 18: P,113, Lexicon Publications, New Yourk N.Y.1987.

7. International Encyciopaedia of Social Sciences: vol .15 P.77 Macmillan Company The Free Press, New York , Rehruntd , 1992.

8. Encylopaedia Smericana vol .25: P.347, Grolier Incorporated Dambur , U.S.A. 1987.

۹-امین احسن اصلاحی، اسلامی ریاست، ل ۱۵، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، جولائی ۱۹۷۷ء

10. Dicey, A V: Law of the Constitution . P.40. Oxford 1914, 8th edition.

ابن ہشام، سیرت النبیؐ، جلد اول (اردو ترجمہ) صفحہ ۵۵۴، ۵۵۸، شیخ غلام علی اینڈ سنز

حافظ ابو الفداء، ابن کثیر، جلد سوم، ص ۸-۹ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

حافظ ابو الفداء ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، جلد اول، ص ۱۲ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد پنجم، ص ۴۶۶، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، اپریل ۱۹۸۶ء

مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، جلد ہشتم، ص ۴۱۸، ادارۃ المعارف، کراچی، مارچ ۱۹۹۱ء

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، حصہ سوم، ص ۱۵۰ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی، جنوری ۱۹۸۰ء

صحیح مسلم شریف مع شرح نووی، جلد پنجم، ص ۱۲۵، مکتبہ شعیب، برنس روڈ، کراچی

ابن تیمیہ، سیاۃ شرعیۃ (اردو) ص ۸۳، کلام کمپنی، کراچی

ابو جعفر جریر طبری، تاریخ طبری (اردو ترجمہ) جلد دوم، ص ۴۱، ۴۴ نفیس اکیڈمی کراچی

ابن ہشام، سیرت النبیؐ، جلد دوم (اردو ترجمہ)، ص ۸۱۲، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی

ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال (اردو ترجمہ) ص ۳، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء

شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، جلد دوم، ص ۶۰۳، قومی کتب خانہ، لاہور دسمبر ۱۹۸۲ء

ریاستہائے متحدہ امریکہ (عوام کے ذریعے)، شائع کردہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، ڈیپارٹمنٹ آف سٹیٹ

Scanned with CamScanner

۲۴- سید سلیمان ندوی، سیرت النبیؐ، جلد ہفتم، ص ۱۹۹، مجلس نشریات اسلام، کراچی ۱۹۸۴ء

۲۵- ماہنامہ فکرو نظر (نفاذ شریعت نمبر) محمد تقی عثمانی کا مضمون، ص ۹۲، اسلام آباد، مارچ ۱۹۸۳ء

۲۶- حفظ الرحمٰن سیوہاردی، اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۹۲، اسلام آباد مارچ ۱۹۸۳ء

۲۷- شاہ ولی اللہ دہلوی، حجتہ اللہ البالغہ، جلد اول (اردو ترجمہ)، ص ۵۴۴، قومی کتب خانہ لاہور، دسمبر ۱۹۸۳ء

۲۸- حافظ ابو الفدا ابن کثیر، جلد دوم، ص ۲۶، نور محمد کارخانہ تجارت، کراچی

۲۹- شبیر احمد عثمانی، قرآن حکیم ترجمہ شیخ الہند و تفسیر، ص ۱۶۵، تاج کمپنی، کراچی

۳۰- قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، جلد اول، ص ۱۳۶، ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی، جنوری ۱۹۸۰ء

۳۱- جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء، ص ۲۲۵، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، اپریل ۱۹۸۷ء

(بشکریہ ماہنامہ محدث)

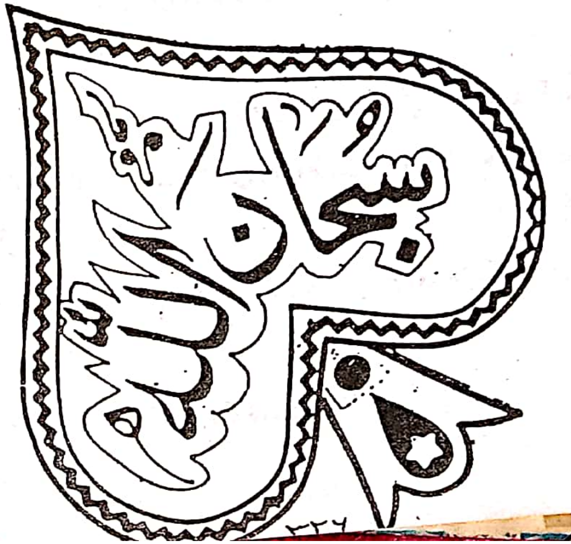

دار الافتاء

کسی جگہ کو وطن اصلی بنا کر سابقہ وطن کی حیثیت

سوال:- اگر ایک شخص آبائی وطن چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں باقاعدہ سکونت اختیار کرے دل میں ارادہ ہو کہ ابھی جینا مرنا اس وطن میں ہے ظاہر ہے کہ اس عزم سے یہ وطن اصلی شمار ہوا۔ لیکن یہ شخص اگر کہیں والدین کی ملاقات کیلئے گاؤں جائے تو کیا وہاں پر یہ شخص مسافر ہو گا تاکہ نماز میں قصر کرے یا مقیم ہو کر پوری نماز پڑھے گا۔

بینوا و تواجروا

عبدالاکبر مردان

الجواب وباالله التوفيق

اگر یہ شخص سابقہ وطن سے مستقل طور پر رہائش ترک کر کے دوسری جگہ کو مستقل وطن بنائے تو گزشتہ وطن اس کے حق میں وطن اصلی نہیں رہے گا۔ یہ شخص جب دوسری جگہ میں باہمدر رہائش کا عزم کر کے وطن اصلی بنائے تو سابقہ وطن کو جانے کی صورت میں باقاعدہ اقامت کے بغیر مسافر شمار ہو گا قال فی القتاوی التاتارخانیه ، والشیئی نیتقض بالمثله حتی اذا انتقل من البلد الذی تأهل به اهله وعیاله وتوطن ببلدة اخری بأهله وعیاله لاتبقی البلدة المنتقل عنها وطناله (ج ۲ / ۱۹)

ترجمہ: ایک چیز مثل سے ختم ہو سکتی ہے یہاں تک کہ ایک شخص نے اگر اپنے اس گاؤں کو چھوڑا جس میں اس کی باقاعدہ رہائش تھی اور دوسرے گاؤں کو اہل و عیال کے ساتھ منتقل ہو کر مستقل رہائش اختیار کی تو گزشتہ وطن اس کے حق میں وطن اصلی نہیں رہے گا۔

زکواۃ کی ادائیگی میں ملکیت اور سال کا اعتبار

سوال :۔(الف) ہماری کاروباری کیفیت کچھ یوں ہے کہ سال کے دوران کبھی نقصان اور کبھی فائدہ ہو کر مال میں کمی اور زیادتی آتی ہے ایسی حالت میں ہمیں زکوۃ کس اعتبار سے ادا کرنی چاہیئے۔

(ب) کاروباری معاملات میں حکومت یا بڑی کمپنیوں کے ذمہ جب ہمارا کوئی بل بنتا ہے تو اس کی ادائیگی میں تاخیر ہوتی ہے کبھی کبھار اس پر سال لگ جاتا ہے کیا اس مال پر ہمیں زکوۃ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں۔

(ج) زکوۃ کی ادائیگی میں ہمیں شمسی یا قمری سال میں کس کا اعتبار زیادہ مناسب ہے کیونکہ ہم عموماً زکواۃ جون کے مہینہ میں ادا کرتے ہیں۔

بینواو توجروا

اکرم پشاور

الجواب وباالله التوفيق

(الف) دوران سال مال میں کمی یا زادتی سے زکواۃ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے بشرطیکہ ابتداء اور انتہاء سال میں قیمت میں استحکام کی وجہ سے مال نصاب کی مقدار تک پہنچتا ہو۔ مثلاً اگر آپ لوگ رمضان میں زکواۃ ادا کرتے ہوں تو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک حولان حول ہو کر ابتداء اور انتہاء میں نصاب کا ہونا ضروری ہے۔ دوران سال مال میں کمی یا زیادتی کا اعتبار نہیں آپ لوگ رمضان میں حساب کرکے جو مال بنتا ہو اس کی زکواۃ ادا کریں۔ فقہ کی مشہور کتاب "کنزالدقائق" میں ہے۔

ونقصان النصاب فی الحول لا یصر ان کمل فی طرفیه

ترجمہ :۔ سال بھر نصاب میں نقصان سے وجوب زکواۃ متاثر نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ ابتداء اور انتہاء میں نصاب پورا ہو۔

[...] ابن نجیم اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سال بھر حساب میں یکسانیت کا مشکل ہے تاہم ابتداء سال میں وجوب زکواۃ اور انتہاء میں ادائیگی کے لئے نصاب کا پورا ہونا ضروری ہے۔

(ب) زکواۃ کے وجوب کیلئے باقاعدہ مالک ہونا ضروری ہے۔ یہ تب ہوگا جب مالکانہ تصرفات کی قدرت حاصل ہو صورت مسؤلہ میں محنت یا کسی چیز کی فروخت پر جو رقم مشتری کے ذمہ واجب الاداء ہو خواہ یہ کوئی شخص ہو سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ ہو تو مالکانہ تصرفات کی قدرت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب یہ مال قبض ہو اس سے قبل مالک اس میں کسی تصرف کرنے سے قاصر رہتا ہے اس لئے اس کی زکواۃ اس وقت ادا ہوگی جب یہ بل وصول ہوں۔

والدلیل علی ذلك ما قال ابن نحيم
أطلق الملك فانصرف الى الكامل وهو المملوك رقبة ويدا فلا يجب على المشتري فيما اشتراه للتجارة قبل القبض (ج ۲۰۳/۲)

یعنی مطلق ذکر کرکے اس سے مراد کامل ملکیت ہے جس پر مکمل قدرت حاصل ہو پس مشتری نے تجارت کے لئے جو سامان خریدا ہے قبضہ سے پہلے مشتری پر اس کی زکواۃ واجب نہ ہوگی۔

(ج) زکواۃ کی ادائیگی میں قمری نظام اوقات کا اعتبار ہے اس لئے آپ کو اپنا حساب جون کی بجائے اسلامی مہینوں یعنی رمضان وغیرہ سے کرنا ضروری ہے یوں آپ شمسی کیلنڈر پر چلتے رہیں تو چھتیس سال میں ایک سال کے فرق کی وجہ سے آپ کی ادائیگی ناقص رہے گی۔ علامہ [...]الدین فرماتے ہیں۔

وحولها أي الزكاة قمري لاشمسی (در مختار ج ۴۲۳/۲)

زکواۃ کی ادائیگی کا سال قمری ہے شمسی نہیں۔

زکواۃ کی ادائیگی میں ملکیت اور سال کا اعتبار

سوال:-(الف)ہماری کاروباری کیفیت کچھ یوں ہے کہ سال کے دوران کبھی نقصان اور کبھی فائدہ ہو کر مال میں کمی اور زیادتی آتی ہے ایسی حالت میں ہمیں زکوۃ کس اعتبار سے ادا کرنی چاہیئے-

(ب)کاروباری معاملات میں حکومت یا بڑی کمپنیوں کے ذمہ جب ہمارا کوئی بل بنتا ہے تو اس کی ادائیگی میں تاخیر ہوتی ہے کبھی کبھار اس پر سال لگ جاتا ہے کیا اس مال پر ہمیں زکوۃ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں-

(ج)زکوۃ کی ادائیگی میں ہمیں شمسی یا قمری سال میں کس کا اعتبار زیادہ مناسب ہے کیونکہ ہم عموماً زکواۃ جون کے مہینہ میں ادا کرتے ہیں-

بینوا و توجروا

اکرم پشاور

الجواب وباالله التوفیق

(الف)دوران سال مال میں کمی یا زادتی سے زکواۃ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے بشر طیکہ ابتداء اور انتہاء سال میں قیمت میں استحکام کی وجہ سے مال نصاب کی مقدار تک پہنچتا ہو- مثلاً اگر آپ لوگ رمضان میں زکواۃ ادا کرتے ہوں تو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک حولان حول ہو کر ابتداء اور انتہاء میں نصاب کا ہونا ضروری ہے-دوران سال مال میں کمی یا زیادتی کا اعتبار نہیں آپ لوگ رمضان میں حساب کر کے جو مال بنتا ہو اس کی زکواۃ ادا کریں-فقہ کی مشہور کتاب "کنزالدقائق" میں ہے-

ونقصان النصاب فی الحول لا یصر ان کمل فی طرفیه

ترجمہ:-سال بھر نصاب میں نقصان سے وجوب زکواۃ متاثر نہیں ہوتا-بشر طیکہ ابتداء اور انتہاء میں نصاب پورا ہو-

علامہ ابن نجیم اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سال بھر حساب میں یکسانیت کا مشکل ہے تاہم ابتداء سال میں وجوب زکواۃ اور انتہاء میں ادائیگی کے لئے نصاب کا پورا ہونا ضروری ہے-

(ب)زکواۃ کے وجوب کیلئے باقاعدہ مالک ہونا ضروری ہے-یہ تب ہو گا جب مالکانہ تصرفات کی قدرت حاصل ہو صورت مسؤلہ میں محنت یا کسی چیز کی فروخت پر جو رقم مشتری کے ذمہ واجب الاداء ہو خواہ یہ کوئی شخص ہو سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ ہو تو مالکانہ تصرفات کی قدرت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب یہ مال قبض ہو اس سے قبل مالک اس میں کسی تصرف کرنے سے قاصر رہتا ہے اس لئے اس کی زکواۃ اس وقت ادا ہو گی جب یہ بل وصول ہوں-

والدلیل علی ذلك ما قال ابن نحیم

واطلق الملك فانصرف الی الکامل وهو المملوك رقبة ویدا فلایجب علی المشتری فیما اشتراه للتجارة قبل القبض (ج ۲/۲۰۳)

یہاں مطلق ذکر کر کے اس سے مراد کامل ملکیت ہے جس پر مکمل قدرت حاصل ہو پس مشتری نے تجارت کے لئے جو سامان خریدا ہے قبضہ سے پہلے مشتری پر اس کی زکواۃ واجب نہیں-

(ج)زکواۃ کی ادائیگی میں قمری نظام اوقات کا اعتبار ہے اس لئے آپ کو اپنا حساب جون کی بجائے اسلامی مہینوں یعنی رمضان و غیرہ سے کرنا ضروری ہے یوں آپ شمسی کیلنڈر پر چلتے رہیں تو پینتیس سال میں ایک سال کے فرق کی وجہ سے آپ کی ادائیگی ناقص رہے گی- علاؤ الدین فرماتے ہیں-

وحولها أی الزکاة قمری لاشمسی (در مختار ج ۲/۲۲۳)

زکواۃ کی ادائیگی کا سال قمری ہے شمسی نہیں-

Scanned with CamScanner

اخبار الجامعہ

مولانا تحمید اللہ جان

جامعہ کے اساتذہ کرام کو المناک صدمہ

پہلا صدمہ

جامعہ کے ناظم تعلیمات مولانا حسین احمد صاحب کے بڑے بھائی کی رحلت

مرحوم شمس الاکبر صاحب نے سعودی عرب دمام میں نو سال سے سرکاری ملازمت اختیار کی تھی معمول کے مطابق چھٹی ملنے پر گھر کی خبر گیری کیلئے تشریف لایا کرتے تھے-اس دفعہ بھی چھٹیوں کے موقع پر گھر تشریف لائے اور واپس جانے کا ارادہ ترک کیا-مگر انسانی فیصلے تقدیری فیصلوں کے تابع ہوتے ہیں-خدا کا کرنا تھا کہ ارادہ بدلا اور اس مرتبہ حج کے ارادہ سے واپس تشریف لے گئے مگر کمپنی کی طرف سے حج کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے حج تو ادا نہ کر سکے اگرچہ اس سے قبل انہوں نے فریضہ حج ادا کیا تھا لیکن بعد میں عمرے کی سعادت حاصل کی-

عمرہ کے چند دنوں بعد مرحوم کو چوالیس سال کی عمر میں دل کا اچانک دورہ پڑا جس کے باعث سترہ مئی ۲۰۰۰ء کو مرحوم اپنے خالق حقیقی سے جا ملے-

سفر کی حالت میں خوش نصیب لوگوں کو شہادت کی موت نصیب ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ مشہور محدث حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے اللہ تعالی سے حالت سفر میں موت کی دعا مانگی تھی-

سعودی عرب میں مقیم مرحوم کے چچازاد بھائی حاجی محمد رفیق صاحب نے تن تنہا اس اندوہناک غم کا سارا بوجھ اپنے کندھوں پر ڈالا-مرحوم کی لاش کو پاکستان منتقل کرنے کی کوشش میں دن رات لگے رہے چھتیس دن میں انہوں نے کاغذات کی کاروائی مکمل کی اس مدت کے دوران انہوں نے صرف اپنے دوسرے چچازاد بھائیوں کے ساتھ رابطہ جاری رکھا

مرحوم کے گھر کے افراد سے خبر مخفی رکھی-یہاں موجود مرحوم کے چچازاد بھائیوں نے ہمت سے ایسے طور طریقے اختیار کئے کہ اس طویل مدت میں مرحوم کے والدین، بھائی اور گھر کے دیگر افراد کو بالکل بے خبر رکھا-انہوں نے پورے ضبط سے کام لیکر خود غم کھایا لیکن مرحوم کے گھر کے افراد کو قیامت خیز غم اور طویل پریشانی سے محفوظ رکھا جب سعودی عرب میں مرحوم کی لاش کے منتقل کرنے کی کاروائی مکمل ہوگئی تو اس کے بعد مرحوم کے گھر اس دردناک اور ناقابل تحمل خبر کی اطلاع دیدی گئی-بالآخر مرحوم کی لاش کو ۲۲جون بروز جمعہ ۱۱ بجے اسلام آباد ائرپورٹ سے ایمبولنس کے ذریعے اپنے گاؤں ... ضلع مانسہرہ لے آئے-گاؤں کے چھوٹے بڑے بوڑھے جوان سب اس نیک امین اور ... نور مرحوم شمس الاکبر صاحب کی لاش کے منتظر تھے-گھڑیوں میں تین بج چکے تھے ... ایمبولینس پر لگنے سے منتظرین کے رونگٹے کھڑے ہوئے اور سب کے آنسو بے قابو ہوگئے-

جنازے کا ٹائم پانچ بجے مقرر تھا-جنازہ جامعہ عثمانیہ کے مہتمم جناب مفتی غلام الرحمٰن صاحب نے پڑھایا

جنازہ میں عزیز واقارب کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی-جنازہ میں دینی مدارس کے طلبہ کرام اور جامعہ سعیدیہ اوگی، جامعہ عثمانیہ اور دلبوڑی مدرسہ کے اساتذہ کرام نے شرکت کی-علاقے کے جید علماء کرام میں دلبوڑی مدرسہ کے مہتمم شیخ الحدیث ... فضل مولی صاحب جامعہ سعیدیہ اوگی کے مہتمم خطیب مولانا سعید الرحمٰن صاحب اور جامعہ سعیدیہ کے مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب نے شرکت کی-مرحوم جامعہ عثمانیہ کے ناظم تعلیمات مولانا حسین احمد صاحب کے بڑے بھائی اور مفتی غلام الرحمٰن صاحب کے قریبی رشتہ دار تھے-مرحوم کیلئے جامعہ میں ختم قرآن پاک ہوئے جس میں طلبہ اور اساتذہ کرام نے شرکت کی حضرت مفتی صاحب نے آخر میں اجتماعی دعا فرمائی کہ اللہ تعالی مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دیکر مرحوم کے ...

پسماندگان والد صاحب، بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کو صبر جمیل عطا فرمائے، بھائی اور ان کے علاوہ جن دوستوں نے مرحوم کی لاش لانے میں جو بھاگ دوڑ اٹھائی اللہ تعالیٰ ان کو بھی دونوں جہانوں کی کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

دوسرا صدمہ

جامعہ کے استاد مولانا رشید احمد صاحب کے والد محترم کا سفر آخرت

دو مہینے پہلے جامعہ کے استاد مولانا رشید احمد صاحب اپنے گاؤں کوہستان علاقہ کندیا عید الاضحیٰ کی چھٹیوں پر تشریف لے گئے تھے۔ کہ چھٹیوں کے دوران ان کے والد محترم حاجی محمد نگین صاحب جن کا تبلیغی جماعت کے ساتھ عرصہ دراز سے تعلق رہا تھا۔ چنانچہ بیرون ممالک نیپال اور بنگلہ دیش میں سال بھی لگا چکے تھے۔ حسب سابق ایک بار پھر تبلیغی جماعت کے سالانہ جوڑ سے اندرون ملک دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک سال لگانے کی نیت سے گھر سے رخصت ہوئے۔ کیسے معلوم کہ اس کی یہ عارضی رخصت حقیقی رخصت میں تبدیل ہوگی گھر سے رخصت ہو کر ان کے فرزند مولانا رشید احمد صاحب اس مبارک سفر میں اپنے والد محترم کے ہمراہ رخصت کرنے واسطے جانے لگے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ راستے میں کندیا پل کے قریب ڈرائیور سے گاڑی بے قابو ہو کر روڈ سے پھسل کر پہاڑ کی تہہ میں چٹانوں سے جا لگی۔ جن میں سے ایک آدمی نے موقع پر دم توڑا۔ دوسرے سواریوں کی طرح مولانا رشید احمد صاحب کو چوٹیں لگیں جبکہ ان کے والد محترم شدید زخمی ہوئے حادثہ میں مولانا صاحب کے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی کٹ گئی لیکن مولانا صاحب اپنے والد محترم کو بے ہوشی کی حالت میں دیکھ کر اپنے زخم بھول گئے اور والد محترم کو ایبٹ آباد کے ایوب میڈیکل کمپلیکس لے گئے۔ تقریباً ترپن دن ہسپتال میں زیر علاج رہے جبکہ آخر کار مرحوم ۱۵ مئی ۲۰۰۰ء اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

مرحوم کی نماز جنازہ اپنے آبائی گاؤں "سیر گڑھ کندیا" میں ادا کی گئی۔ کثیر تعداد میں عام لوگوں

کے علاوہ مقامی علماء، طلبہ اور تبلیغی حضرات نے شرکت کی۔ نماز جنازہ ان کے فرزند مولانا رشید احمد صاحب نے پڑھائی اور گھر کے قریبی قبرستان میں اپنے بھانجے مرحوم مجیب الرحمٰن کے پہلو میں سپرد خاک کئے گئے۔ مرحوم خاموش الطبع، متقی، پرہیزگار اپنے علاقے کے تبلیغی جماعت کے ذمہ دار اور سلسلہ نقشبندیہ میں مردان کے مولانا قاری عبدالغفور صاحب سے بیعت تھے۔

مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے جامعہ میں اساتذہ کرام اور طلبہ نے ختم قرآن کئے بعد ازاں مرحوم کیلئے اجتماعی دعا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ مولانا رشید احمد صاحب کے والد محترم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے مرحوم کی قبر کو نور سے بھر دیں ان کے بھائیوں اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔ آمین

لمحہ فکریہ

کیا آپ کو پتہ ہے کہ آپ کی حلال آمدنی کے معمولی حصہ سے کسی دینی مدرسہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے ایک بہترین عالم بن سکتا ہے۔ جس کی زندگی دین کے لئے وقف ہو کر آپ اس کے دینی مساعی میں مستقل شریک بن سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسے فعال کردار کا ارادہ رکھتے ہیں تو جامعہ عثمانیہ پشاور کے کسی ایک طالب علم کے ماہانہ اخراجات میں مبلغ 700 سات سو روپے میں کلی یا جزوی حصہ لیکر دین دوستی کا ثبوت دیں۔

تبصرہ کتب

از عنایت الرحمن

نام کتاب : ہدایۃ اور صاحب ہدایہ

نام مؤلف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی

ناشر :القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

فقہ حنفی میں فقہاء کرام نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں -لیکن جو مقام اور اہمیت ہدایہ کو حاصل ہے -وہ کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں -اور یہی وجہ ہے کہ حسن ترتیب اور جامعیت دونوں کے اعتبار سے ہدایہ بے مثال کتاب ہے -صاحب ہدایہ کے عالی مقام کے بارے میں مولانا یوسف بنوری نے علامہ زیلعی کی نصب الرایہ کے مقدمہ پیش نامہ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کا قول براہ راست ان ہی سے سن کر نقل کیا ہے -کہ ابن ہمام کی فتح القدیر جیسے کتاب لکھنے کے لئے اگر مجھ سے کہا جائے تو یہ کام کر سکتا ہوں لیکن اگر ہدایہ جیسی کتاب لکھنے کا مطالبہ کیا جائے تو ہرگز نہیں لکھ سکتا ہوں -اور مزید فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ درمختار کے مؤلف جیسے ہزار فقیہ بھی ان کے مقام بلند تک نہیں پہنچ سکتے -ہدایہ کے مؤلف فقیہ النفس ہیں -جن کا سینہ علم و معرفت کا گنجینہ ہے -

صاحب ہدایہ کی ذکاوت اور کمالات سے وہ علماء عظام اور طلباء کرام واقف ہوں گے کہ جن کا روز مرہ معمول ہدایہ کی کتاب کا مطالعہ یا تدریس ہو -علماء کرام کی رائے ہے کہ اگر کوئی عالم دین غور و فکر سے ہدایہ کا مطالعہ کرے افادہ اور استفادہ کا حلقہ بنائیں -تو خود اس کا مزاج فقہ میں ڈھل جائے گا -ہدایہ کی مقبولیت کی نشانی یہ ہے کہ مسلسل کئی سو سالوں سے درس نظامی کے نصاب میں داخل درس ہے -اور علماء کرام اور مفتیان عظام اور طلباء دین اس سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں -صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی کی کتاب کا انداز بیان خالص قانونی اور فقہی ترتیب پر ہیں -اور قرآن و حدیث اور اصول اجتہاد کی روشنی میں فقہ حنفی کی ترجیح کرتا ہے -اور نقلی دلائل کے ساتھ عقلی دلیلوں اور امور عامہ سے استدلال کرتا ہے -

ہدایہ کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ عام طور پر معاشرہ میں ایک اچھی کتاب کی اہمیت و افادیت

۲۳۴

کچھ عرصہ تک رہتی ہے -بعد میں اس کتاب کی اہمیت و افادیت کم ہو جاتی ہے -لیکن ہدایہ کی افادیت اور اہمیت کا مظہر یہ ہے کہ چھٹی صدی سے لیکر آج تک لوگ اس سے استفادہ کر رہے ہیں -اتنی طویل مدت گزرنے کے بعد کتاب کی اہمیت و افادیت میں کمی نہیں آئی اور نہ لوگ اس کی ضرورت سے بے نیاز ہوئے بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ضرورت میں اضافہ ہوتا ہے -

ہمارے اپنے ملک پاکستان میں ہدایہ سے بہت مدد لی جا رہی ہے -اور اس طرح ہدایہ کتاب فقہ میں مسلک حنفی کی نمائندگی کرتا ہے -ہدایہ کی اسی خصوصیت اور اہمیت کی بناء پر صاحب کشف الظنون نے ہدایہ کی مدح میں دو اشعار نقل کیے ہیں -

ان الهداية كالقرآن قد نسخت

ما صنفوا قبلها فى الشرع من كتب

فاحفظ قواعدها واسلك مسالكها

يسلم مقالك من زيغ و من كذب

ایسی بڑی اہمیت اور فضیلت والی کتاب کے لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ لوگوں کے لئے اس کتاب کا تعارف ہو تو اس ضرورت کے پیش نظر جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ کے مدیر معروف سکالر محقق العصر حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی نے ایک کتاب (ھدایہ اور صاحب ھدایہ) کے نام پر صاحب ھدایہ کی سیرت و تعارف، کتاب کی خصوصیات اور اہمیت فقہی مقام اور جامعیت اور اس کے طرز طریق کے بارے میں مختصر مگر جامع کتاب تحریر فرما کر عظیم خدمت انجام دی ہے -ھدایہ کے ہر طالب علم اور مدرس کے لئے یہ کتاب ایک رہنما اور معاون ثابت ہوگی -اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت عنایت فرما کر مؤلف کو اجر جزیل سے نوازے اور کتاب کا نفع عام اور تام فرمادے -(امین)

۲۳۵

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

چوں بنامِ مصطفیٰ خوانم درود
از خجالت آب می گردد وجود

اقبال

"جب میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسمِ گرامی پر درود پڑھتا ہوں تو میرا وجود ندامت کے باعث پانی پانی ہو جاتا ہے۔"